ماہنامہ

خواتین

ربیع الاول 1446ھ ستمبر 2024ء

جلد: 03

شمارہ: 09

ماہنامہ خواتین

ویب ایڈیشن

ہر بیماری کے لئے
یَاسَلَامُ

مریض خود یا کوئی اور 101 بار ”یَاسَلَامُ“ پڑھ کر دَم کرے، اِسی طرح 101 مرتبہ ”یَاسَلَامُ“ پڑھ کر پانی پر دَم کرکے پی لیں، روزانہ دَم کرکے پانی پئیں تو یہ زیادہ بہتر ہے، اِسی طرح اُٹھتے بیٹھتے ”یَاسَلَامُ“ کاوِرد کرتے رہیں۔

(مدنی مذاکرہ،8رمضان المبارک،1443ھ)

(نوٹ: وظیفہ کے اوّل آخر تین تین بار دُرود شریف پڑھنا ہے۔)

قوّتِ حافظہ کے لئے
”یَاقَوِیُّ“

11 بار پانچوں نمازوں کے بعد سر پر داہنا ہاتھ رکھ کر پڑھیں، اِن شآءَ اللہُ الکریم حافظہ مضبوط ہوگا۔

(نوٹ: وظیفہ کے اوّل آخر تین تین بار دُرود شریف پڑھنا ہے۔)

ہوائی جہاز کے گرنے اور جلنے سے اَمن میں رہنے کی دُعا

ہوائی جہاز میں سُوار ہو کر اوّل آخر دُرود شریف کے ساتھ یہ دعائے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پڑھئے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَدْمِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ التَّرَدِّیْ ؕ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَالْهَرَمِ ؕ وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ يَّتَخَبَّطَنِیَ الشَّيْطٰنُ عِنْدَ الْمَوْتِ ؕ وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ اَمُوْتَ فِیْ سَبِيْلِكَ مُدْبِرًا وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ اَمُوْتَ لَدِيْغًا ؕ

ترجمہ: یااللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں، عمارت گرنے سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بلندی سے گرنے اور تیری پناہ چاہتا ہوں ڈوبنے جلنے اور بڑھاپے (یعنی ایسے بڑھاپے سے جس سے زندگی کا اَصل مقصود فوت ہو جائے یعنی عِلم و عمل جاتے رہیں۔(دیکھئے: مراٰۃ المناجیح،3/4)) سے اور تیری پناہ طلب کرتا ہوں اس سے کہ شیطان مجھے موت کے وَقت وَسوَسے دے اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ تیری راہ میں مَیں پیٹھ پھیر تا مَر جاؤں اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ سانپ کے ڈسنے سے انتقال کروں۔ (رفیق الحرمین، ص40)

شادی جلدی ہو اور گھر اچھا چلے
یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ

143 بار لکھ کر تعویذ بنا کر کنوارا اپنے بازو میں باندھے یا گلے میں پہن لے اِن شآءَ اللہُ الکریم اُس کی جلد شادی ہو جائے گی اور گھر بھی اچھا چلے گا۔ (مینڈک سوار بچھو، ص23)

فہرست

حمد و نعت	مناجات و نعت	2
پیغامِ بنتِ عطار	63 نیک اعمال (نیک عمل نمبر 24)	3
تفسیرِ قرآنِ کریم	بدگمانی مت کرو!	5
شرحِ حدیث	جادو اور اس کی اقسام (قسط 6)	8
ایمانیات	حشر کے دن سایۂ عرش پانے والے (قسط 27)	12
فیضانِ سیرتِ نبوی	حضور کی اپنی ازواج سے محبت	14
فیضانِ اعلیٰ حضرت	شرح سلام رضا	16
فیضانِ امیرِ اہلِ سنت	مدنی مذاکرہ	19
اسلام اور عورت	بیٹیوں کو محبت و اطاعتِ رسول کی تربیت دیں	21
شرعی رہنمائی	اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل	23
ازواجِ انبیا	حضرت عائشہ کا علمی مقام (قسط 3)	24
بزرگ خواتین کے سبق آموز واقعات	ایثار	29
رسم و رواج	حق مہر	30
اخلاقیات	کفایت شعاری	32
اخلاقیات	فضول خرچی	34
نئی لکھاری	تحریری مقابلہ	36
مدنی خبریں	شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز	39

چیف ایڈیٹر
مولانا ابو الابصار قادری

سینئر معاون
مولانا ابوزین العابدین عطاری مدنی

ڈیزائنر
ابو عباس قادری

شرعی تفتیش: مولانا مفتی محمد انس رضا عطاری مدنی
دار الافتاء اہلِ سنت (دعوتِ اسلامی)

اپنے تاثرات (Feedback)، مشورے اور تجاویز نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس اور (صرف تحریراً) واٹس ایپ نمبر پر بھیجئے:
mahnamahkhawateen@dawateislami.net
پیش کش: شعبہ ماہنامہ خواتین اسلامک ریسرچ سینٹر (المدینۃ العلمیۃ) دعوتِ اسلامی

حمد و نعت

مناجات

اللہ عطا ہو مجھے دیدارِ مدینہ

اللہ عطا ہو مجھے دیدارِ مدینہ
ہو جاؤں میں پھر حاضرِ دربارِ مدینہ

آنکھیں مِری محروم ہیں مدت سے الٰہی
عرصہ ہوا دیکھا نہیں گلزارِ مدینہ

پھر دیکھ لوں صَحرائے مدینہ کی بہاریں
پھر پیشِ نظر کاش! ہو کُہسارِ مدینہ

پھر گنبدِ خَضرا کے نظارے ہوں مُیَسَّر
اللہ دِکھا دے مجھے انوارِ مدینہ

رِحلت کی گھڑی ہے مِرے اللہ دِکھا دے
صِرف ایک جھلک جلوۂ سرکارِ مدینہ

اللہ مجھے بخش، نہ ہو حَشر میں پُرسِش
کر لطف و کرم از پئے سرکارِ مدینہ

یارب دلِ عطّار پہ چھائی ہے اُداسی
کر شاد دِکھا کر اسے گلزارِ مدینہ

از: امیرِ اہلِ سنت محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ

وسائلِ بخشش، ص360

نعت

وہ سرکارِ عالی وقار آرہا ہے

وہ سرکارِ عالی وقار آرہا ہے
شَہنشاہِ ذی اِقتِدار آرہا ہے

جو باعث ہے تخلیقِ اَرض و سَما کا
وہ محبوبِ پروردگار آرہا ہے

ہے جس کی اِطاعَت خدا کی اِطاعت
وہ آقائے بااِختیار آرہا ہے

لباسِ بَشر میں وہ نُورِ مُجَسَّم
بَصَد شانِ عزّ و وقار آرہا ہے

زمین و فلک جس کے زیرِ نگیں ہیں
خُدائی کا وہ تاج دار آرہا ہے

چمکنے لگے ہیں یتیموں کے چہرے
یتیمی کا اِک غم گُسار آرہا ہے

صَلاۃ و سلام اُس کی خدمت میں بُرہاؔں
جو محبوبِ پروردگار آرہا ہے

از: خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا برہانُ الحق جبل پوری رحمۃ اللہ علیہ

جذباتِ برہان، ص111

63 نیک اعمال

(نیک عمل نمبر 24)

امراض جسمانی بھی ہوتے ہیں اور باطنی بھی، جسمانی امراض ظاہری صحت و تندرستی کے لئے نقصان دہ ہوتے ہیں تو باطنی امراض ایمان اور روحانی زندگی کے لئے زہرِ قاتل ہیں۔[1]

اللہ پاک نے ہمیں دونوں طرح کے گناہوں سے بچنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے: وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ط

(پ8، الانعام:120) ترجمہ: اور ظاہری اور باطنی سب گناہ چھوڑ دو۔

ظاہری گناہ سے مراد وہ گناہ ہیں کہ جنہیں سب کے سامنے کیا جائے اور باطنی گناہ وہ جو چھپ کر کئے جائیں۔

یا پھر ظاہری گناہ وہ ہیں جو ظاہری اعضا سے کئے جائیں اور باطنی گناہ وہ ہیں جو دل سے کئے جائیں جیسے حسد، تکبر، ریاکاری، بغض و کینہ، بدگمانی اور بُرے کاموں کو پسند کرنا وغیرہ۔[2]

بہر حال خلاصہ یہ ہے کہ اس آیتِ مبارکہ میں ہر طرح کے گناہوں سے باز رہنے کا حکم دیا گیا ہے چاہے گناہ کا تعلق جسم سے ہو یا دل سے یا نیت و ارادہ سے، علانیہ گناہ ہو یا چھپ کر۔[3]

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ جلد 23 صفحہ نمبر 624 پر ارشاد فرماتے ہیں: مُحَرَّمَاتِ بَاطِنِیَّہ (یعنی باطنی ممنوعات مثلاً) تکبر و ریا و عجب (یعنی غرور) و حسد وغیرہا اور ان کے معالجات (یعنی علاج) کہ ان کا علم بھی ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔[4]

امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ وہ عظیم ولیِ کامل اور اللہ پاک کے وہ نیک بندے ہیں جو مختلف ذرائع سے مسلمانوں کو ظاہری و باطنی امراض سے آگاہی فراہم کرتے ہی رہتے ہیں اور اسی سلسلے کی ایک کڑی خواتین کی اصلاح کے لئے 63 نیک اعمال نامی رسالہ بھی ہے جو ظاہری و باطنی دونوں طرح کے گناہوں سے بچنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ چنانچہ اس رسالے میں شامل نیک عمل نمبر 24 ہے: **کیا آج آپ باطنی گناہوں سے بچیں (مثلاً حسد، تکبر، کینہ، ریاکاری وغیرہ وغیرہ)**

امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ کے عطا کردہ اس نیک عمل میں ہماری دنیاوی و اخروی زندگی کی کامیابی کا راز پوشیدہ ہے، کیونکہ باطنی گناہوں سے بچنا عموماً بہت مشکل ہوتا ہے، یہ ہماری روزمرہ زندگی میں اس طرح شامل ہیں کہ ہمیں ان کے گناہ ہونے کا احساس تک نہیں ہوتا۔ لہٰذا تمام خواتین پر ظاہری گناہوں کے ساتھ ساتھ باطنی گناہوں کے علاج پر بھی بھرپور توجہ دینی لازم ہے تاکہ اپنی اخروی زندگی کو ان کی تباہ کاریوں سے محفوظ رکھ سکیں۔

اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ نے اگرچہ مذکورہ نیک عمل میں مثال کے طور پر صرف چار باطنی گناہوں کا تذکرہ فرمایا ہے، مگر ایسا نہیں کہ یہ صرف چار ہی ہوں، بلکہ یہ بہت زیادہ ہیں، ان میں سے 47 باطنی امراض کے نام ملاحظہ فرمائیے:

① ریاکاری یعنی دکھاوا ② عجب ③ حسد ④ بغض و کینہ ⑤ حُبِّ مدح ① حُبِّ جاہ ⑦ محبتِ دنیا ⑧ طلبِ شہرت ⑨ تعظیمِ اُمَراء ⑩ تحقیرِ مساکین ⑪ اِتّباعِ شہوات ⑫ مُداہَنَت ⑬ کفرانِ نِعَم (یعنی نعمتوں کی ناشکری) ⑭ حرص ⑮ بخل ⑯ طولِ امل (یعنی لمبی لمبی امیدیں باندھنا) ⑰ سوئے ظن یعنی بدگمانی ⑱ عنادِ حق ⑲ اصرارِ باطل ⑳ مکر و فریب ㉑ غدر ㉒ خیانت ㉓ غفلت ㉔ قسوت (یعنی دل کا سخت ہونا) ㉕ طمع ㉖ تملق (چاپلوسی) ㉗ اعتمادِ خلق ㉘ رب کو اور ㉙ موت کو بھول جانا ㉚ جُرأت علی اللہ ㉛ نفاق ㉜ اِتّباعِ شیطان

(33) بندگیِ نفس (34) رغبتِ بطالت (35) کراہتِ عمل (36) قلتِ خشیت (یعنی خوفِ خدا کا کم ہونا) (37) جزع (یعنی بے صبری کا مظاہرہ کرنا) (38) عدمِ خشوع (یعنی خشوع کا نہ ہونا) (39) غضب للنفس (یعنی نفس کے لئے غصہ کرنا) (40) تساہُل فی اللہ (41) تکبر (42) بدشگونی (43) شماتت (44) اسراف (45) غمِ دنیا (46) تَجَسُّس (عیب جوئی) (47) (رحمتِ الٰہی سے) مایوسی۔[5]

باطنی امراض میں سب سے بدتر اگرچہ عقیدے کی خرابی کا مرض ہے مگر تکبر، حسد، کینہ اور ریاکاری وغیرہ بھی انتہائی بُرے مرض ہیں۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ باطنی امراض سے متعلق معلومات حاصل کرکے ان سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرے اور اس کے لئے بطورِ خاص امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب احیاء العلوم کی تیسری جلد کا مطالعہ بہت مفید ہے، اسی طرح مکتبۃ المدینہ کی کتاب باطنی بیماریوں کی معلومات میں بھی اس حوالے سے سیر حاصل معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

باطنی امراض سے نجات کیسے ممکن ہے؟ حضرت شیخ عبدالقادر بن عبدُ اللہ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ بات طے ہے کہ کوئی بھی انسان طِب کی کتابیں پڑھنے کے باوجود خود اپنا علاج نہیں کر سکتا۔ بلکہ اسے کسی ایسے ماہر طبیب کی ضرورت ہے جو اس کے مرض کی تشخیص کرے۔ اسی طرح امراضِ قلبیہ اور نفسانی بیماریوں کے علاج کے لئے بھی انسان کو نفس کی اصلاح کرنے والے طبیب کی سخت حاجت ہوتی ہے۔[6]

حضرت علامہ مولانا ابو یوسف شریف کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ بزرگانِ دین رحمۃ اللہ علیہم کے واقعات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: دوستو! بزرگانِ دین کی طرف خیال کرو وہ کس قدر خوفِ الٰہی رکھتے تھے۔ اب تم اپنے حالات پر غور کرو کیا تمہیں کبھی آیاتِ عذاب سن کر رونا آیا ہے؟ کبھی خوفِ الٰہی سے بے ہوشی طاری ہوئی؟ کبھی کلامِ الٰہی سُن کر تمہارے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوئے ہیں؟ اگر نہیں تو دل کی سختی کا علاج کرو اور اللہ پاک کے کسی مقبول بندے کی غلامی اختیار کرکے اس سے اپنے امراضِ باطنیہ کا علاج کراؤ۔ اللہ پاک اپنے شفاخانۂ حقیقی سے تجھے شفا عنایت کرے گا اور ضرور کرے گا کہ اس کا وعدہ سچا ہے۔[7]

لہٰذا سب سے پہلے تو کسی جامع شرائط پیرِ کامل کی بیعت کر لیجئے تاکہ وہ ان باطنی بیماریوں سے چھٹکارا پانے کے لئے آپ کی روحانی تربیت فرمائیں۔

باطنی بیماریوں سے بچنا چونکہ اللہ پاک اور اس کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی رضا کا سبب، جنت کے داخلے میں مددگار اور روزِ قیامت سایۂ عرش ملنے کا سبب بننے والے اعمال میں سے ایک ہے۔ لہٰذا تمام ظاہری و باطنی گناہوں سے توبہ کیجئے کہ اللہ پاک آپ کے تمام گناہ معاف فرمادے اور ہر دم اللہ پاک سے یہ دعا بھی مانگتی رہئے کہ وہ اپنی رضا کے لئے ان باطنی بیماریوں سے بچنے میں استقامت عطا فرمادے۔ نیز موت کو بھی ہر دم یاد رکھئے کہ عنقریب یہ زندگی چھوڑ کر اندھیری قبر میں اترنا ہے، اگر یہ سوچ آپ پر غالب آگئی تو پھر یقیناً آپ اپنی آخرت کو سنوارنے والے کاموں میں لگ جائیں گی اور آخرت کی بربادی والے کاموں سے ہمیشہ دوری اختیار کئے رکھیں گی۔ جس کا آسان تر طریقہ یہ ہے کہ اپنی خامیوں کی اصلاح میں لگ جائیے کہ جب اپنی اِصلاح میں لگ جائیں گی تو یہ باطنی بیماریاں خود بخود دور ہونا شروع ہو جائیں گی۔

حسد، وعدہ خلافی، جھوٹ، چغلی، غیبت و تہمت
مجھے ان سب گناہوں سے ہو نفرت یا رسول اللہ

---

1. تفسیر صراط الجنان، 1/74 ملخصاً
2. تفسیر صاوی، 2/623 ملخصاً
3. تفسیر صراط الجنان، 3/194
4. فتاویٰ رضویہ، 23/624
5. باطنی بیماریوں کی معلومات، ص24
6. حقائق عن التصوف، ص46
7. اخلاق الصالحین، ص68

بدگمانی مت کرو!

اُمِّ حبیبہ عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز فیضانِ اُمِّ عطار گلبہار سیالکوٹ

قرآنِ پاک میں ہے: وَ لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌؕ (پ15، بنی اسرائیل:36) ترجمہ: اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں۔

علامہ راغب اصفہانی رحمۃ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: قفا کا معنی سر کا پچھلا حصہ یعنی گُدی ہے اور اس کا معنی کسی کے پیچھے چلنا اور اس کی پیروی کرنا ہے۔[1]

تفسیر

تفسیرِ نسفی میں ہے: جس چیز کو دیکھا نہیں اس کے بارے میں یہ نہ کہو کہ میں نے دیکھا ہے اور جس کے بارے میں سنا نہیں اس کے بارے میں یہ نہ کہو کہ میں نے سنا ہے۔ ایک معنٰی یہ ہے کہ جھوٹی گواہی نہ دو۔ حضرت عبدُ اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ کسی پر وہ الزام نہ لگاؤ جو تم نہ جانتے ہو۔[2] تفسیر ابن کثیر میں ہے: جس بات کا علم نہ ہو اس کے متعلق یہ نہ کہو کہ میں جانتا ہوں۔ کیونکہ اللہ پاک ان تمام چیزوں کے بارے میں تم سے پوچھ گچھ فرمائے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اللہ پاک نے بغیر یقینی علم بلکہ صرف گمان، وہم اور خیال کی بنیاد پر کچھ کہنے سے منع فرما دیا ہے جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے: اِجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘-اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (پ26، الحجرات:12) ترجمہ: بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے۔[3]

کسی کے متعلق غلط انداز میں سوچنا یا اس کے متعلق بغیر کسی شرعی ثبوت کے دل میں بدگمانی پال لینا اور پھر اسی پر بس نہ کرنا بلکہ اپنی بدگمانی کے مطابق اس پر کوئی سخت الزام لگا دینا شریعت میں سخت مذموم ہے اور کئی روایات میں بھی اس کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ مثلاً ایک روایت میں ہے کہ جو کسی مسلمان پر ایسی چیز کا الزام لگائے جس کے بارے میں وہ خود بھی نہ جانتا ہو تو اللہ پاک اسے (جہنمیوں کے خون اور پیپ جمع ہونے کے مقام) رَدْغَةُ الْخَبَالْ میں اس وقت تک رکھے گا جب تک وہ اپنے الزام کے مطابق عذاب نہ پالے۔[4] اسی طرح ایک روایت میں ہے: جس نے کسی مسلمان کو ذلیل کرنے کی غرض سے اس پر الزام لگایا تو اللہ پاک جہنم کے پل پر اُسے روک لے گا، یہاں تک کہ اپنے کہنے کے مطابق عذاب پا لے۔[5]

فی زمانہ لوگوں کی حالتِ زار افسوس! فی زمانہ جھوٹی گواہی دینا ایک معمولی کام سمجھا جاتا ہے اور الزام لگانا تو اس قدر عام ہے کہ کوئی حد ہی نہیں، جس کا جو دل کرتا ہے وہ دوسروں پر الزام لگا دیتی اور جگہ جگہ ذلیل کرتی ہے اور ثبوت مانگیں تو یہ دلیل دیتی ہے کہ میں نے کہیں سُنا تھا یا مجھے کسی نے بتایا تھا یا آپ کی بات کا مطلب ہی یہی تھا۔ اب کس نے بتایا؟ بتانے والی کتنی معتبر تھی؟ اُس کو کہاں سے پتا چلا؟ اُس کے پاس کیا قابلِ قبول ثبوت ہیں؟ اُس نے بات کرنے والی کے دل کا حال کیسے جان لیا؟ کوئی معلوم نہیں۔ بلاشبہ اپنے گمان کے مطابق بعض اوقات کسی کے متعلق کچھ کہہ دینا گویا یوں ہے کہ آپ نے اس کی عزت کی دھجیاں بکھیر دیں، اگر بعد میں معذرت کر بھی لی تو وہ فضول ہو گی، لہٰذا جب تک اپنے گمان کی تصدیق نہ ہو اسے زبان پر نہیں لانا چاہئے۔ اس بات کو اس مثال سے سمجھئے کہ ایک گاؤں میں پنچایت لگی ہوئی تھی، معاملہ بھینس چوری کا تھا، گاؤں کے اسکول کے ماسٹر صاحب بھی موجود تھے، اچانک ایک دیہاتی ہانپتا ہوا وہاں آیا اور بلند آواز سے کہنے لگا: ماسٹر جی! وہ بھینس آپ کے باڑے سے مل گئی ہے۔ یہ

سن کر ماسٹر صاحب نے اپنا سر پکڑ لیا، پنچائیت کے لوگ بھی حیرت زدہ رہ گئے، لیکن ماسٹر صاحب کے سامنے کچھ بولنے کی ہمت نہیں ہوئی، لہٰذا ایک ایک کر کے کھسک لئے۔ وہ دیہاتی بھی چلا گیا۔ ماسٹر صاحب شرمندگی اور افسوس کے مارے وہیں سکتے کے عالَم میں بیٹھے رہے۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ وہ دیہاتی دوبارہ بھاگتا ہوا آیا اور ماسٹر صاحب کے پاؤں پکڑ کر کہنے لگا: مجھے معاف کر دیں! وہ بھینس آپ کے باڑے سے نہیں بلکہ ساتھ والے باڑے سے ملی ہے۔ ماسٹر جی صدمے کی حالت میں اتنا ہی کہہ سکے: اب تم سارے گاؤں میں اعلان بھی کروا دو تو کوئی فائدہ نہیں کیونکہ لوگ اب مجھے چور کے نام سے یاد کیا کریں گے۔

معلوم ہوا! کسی کی غلط انفارمیشن کی بنا پر بغیر تحقیق کے کسی کے متعلق دل میں کوئی بدگمانی پال لینا اور پھر اس کا آگے اظہار کرنا کسی صورت جائز نہیں، کیونکہ امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو بلا تحقیق شُبہ والی چیزوں میں اظہارِ رائے کرتا ہے وہ اللہ پاک کے اس ارشادِ پاک کی مخالفت کرنے والا ہے: وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌؕ (پ15، بنی اسرآءیل:36) ترجمہ: اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں۔ نیز اس نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اس فرمان **"بدگمانی سے بچو کہ بدگمانی بدترین جھوٹ ہے"**(6) کی بھی مخالفت کی ہے۔ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: اس سے مراد بغیر دلیل والے گمان ہیں جیسے عوام مُشْتَبَہ اُمور میں اپنے دل سے فتویٰ لے کر اپنے گمان کے مطابق عمل کر لیتے ہیں۔ اس معاملے کی نزاکت و عظمت کے پیشِ نظر امیرُ المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یوں دعا فرمایا کرتے: اے اللہ پاک! مجھ پر حق کو واضح فرما کر اس کی پیروی کی توفیق عطا فرما اور باطل کو میرے سامنے واضح کر کے اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما اور مجھ پر کسی معاملے کو مشتبہ نہ فرما کہ میں نفسانی خواہشات کی پیروی میں لگ جاؤں۔(7)

حضرت علامہ مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مومنِ صالح کے ساتھ بُرا گمان ممنوع ہے، اسی طرح اس کا کوئی کلام سن کر فاسد معنیٰ مراد لینا باوجود یہ کہ اس کے دوسرے صحیح معنی موجود ہوں اور مسلمان کا حال ان کے موافق ہو، یہ بھی گمانِ بد میں داخل ہے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: گمان دو طرح کا ہے، ایک وہ کہ دل میں آئے اور زبان سے بھی کہہ دیا جائے، یہ اگر مسلمان پر بدی کے ساتھ ہے گناہ ہے، دوسرا یہ کہ دل میں آئے اور زبان سے نہ کہا جائے، یہ اگرچہ گناہ نہیں مگر اس سے بھی دل خالی کرنا ضرور ہے۔ مسئلہ: گمان کی کئی قسمیں ہیں، ایک واجب ہے وہ اللہ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا، ایک مستحب وہ مومنِ صالح کے ساتھ نیک گمان ایک ممنوع حرام وہ اللہ (پاک) کے ساتھ بُرا گمان کرنا اور مومن کے ساتھ بُرا گمان کرنا ایک جائز وہ فاسقِ مُعْلِن کے ساتھ ایسا گمان کرنا جیسے افعال اس سے ظہور میں آتے ہوں۔(8) اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے بھائی کے متعلق بدگمانی کی بے شک اس نے اپنے رب سے بدگمانی کی، اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: اِجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ (پ26، الحجرات:12) ترجمہ: بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو۔(9)

بدگمانی کا حکم امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (مسلمان سے) بدگمانی بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح زبان سے بُرائی کرنا حرام ہے۔ لیکن بدگمانی سے مُراد یہ ہے کہ دل میں کسی کے بارے میں بُرا یقین کر لیا جائے، رہے دل میں پیدا ہونے والے خدشات و وسوسے تو وہ معاف ہیں بلکہ شک بھی معاف ہے۔(10) علامہ عبدُ الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: شک یا وہم کی بنا پر مومنین سے بدگمانی اِس صورت میں حرام ہے جب اس کا اثر اعضا پر ظاہر ہو یعنی اس کے تقاضے پر عمل کر لیا جائے مثلاً اس بدگمانی کو زبان سے بیان کر دیا جائے۔(11) کیونکہ کسی

شخص کے متعلق دل میں بُرا گمان آتے ہی وہ گنہگار نہیں ہوتا، اس لیے کہ اگر اس کو اس صورت میں گنہگار قرار دے دیا جائے تو یہ بندے پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ ڈالنا ہے اور یہ بات شرعی تقاضے کے خلاف ہے۔[12]

بدگمانی حرام ہونے کی وجہ حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بدگمانی کے حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دل کے رازوں کو صرف اللہ پاک جانتا ہے، لہٰذا تمہارے لئے کسی کے بارے میں بُرا گمان رکھنا اُس وقت تک جائز نہیں جب تک تم اُس کی بُرائی اس طرح ظاہر نہ دیکھو کہ اس میں تاویل (یعنی بچاؤ کی دلیل) کی گنجائش نہ رہے، پس اُس وقت تمہیں مجبوراً اُسی چیز کا یقین رکھنا پڑے گا جسے تم نے جانا اور دیکھا ہے۔ اگر تم نے اُس کی بُرائی کو اپنی آنکھوں سے دیکھا نہ کانوں سے سنا مگر پھر بھی تمہارے دل میں اس کے بارے میں بُرا گمان پیدا ہوا تو یہ بات تمہارے دل میں شیطان نے ڈالی ہے، اس وقت تمہیں چاہئے کہ دل میں آنے والے اُس گمان کو جھٹلا دو، کیونکہ یہ (بدگمانی) سب سے بڑا فسق ہے۔ مزید لکھتے ہیں: یہاں تک کہ اگر کسی شخص کے منہ سے شراب کی بُو آ رہی ہو تو اُس کو شرعی حد لگانا جائز نہیں، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اُس نے شراب کا گھونٹ بھرتے ہی کُلّی کر دی ہو یا کسی نے اُسے زبردستی پلا دی ہو، جب یہ سب شبہات موجود ہیں تو (ثبوتِ شرعی کے بغیر) صرف دلی خیالات کی وجہ سے اس کی تصدیق کر دینا اور اس مسلمان کے متعلق (شرابی ہونے کی) بدگمانی کرنا جائز نہیں ہے۔[13]

بدگمانی سے بچنے کے طریقے

بدگمانی سے بچنے کے سات طریقے ہیں:

(1) مسلمانوں کی خوبیوں پر نظر رکھئے، کیونکہ خامیوں پر نظر کرنے سے اکثر بدگمانی پیدا ہو سکتی ہے۔

(2) بدگمانی سے توجہ ہٹائیے کہ حضرت مکحول دِمشقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: جب تم کسی کو روتا دیکھو تو خود بھی رووٴ اور اسے ریاکار گمان نہ کرو، کیونکہ میں نے ایک بار کسی شخص پر اس چیز کا گمان کیا تو ایک سال تک رونے سے محروم رہا۔[14]

یا خدا بدگمانی کی عادت تو مٹا دے
مجھے حُسنِ ظن کی تو عادی بنا دے

(3) خود نیک بنیے تاکہ دوسرے بھی نیک نظر آئیں۔ عربی کہاوت ہے: جب کسی بندے کے کام بُرے ہو جائیں تو گمان بھی بُرے ہو جاتے ہیں۔ علامہ عبدُ الرءوف مُناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خبیث گمان خبیث دل ہی سے پیدا ہوتا ہے۔[15]

(4) بُری صحبت سے بچیے کہ بُری صحبت بُرا گمان پیدا کرتی ہے۔ تفسیر روحُ المعانی میں ہے: بُروں کی صحبت اچھوں سے بدگمانی پیدا کرتی ہے۔[16]

(5) بدگمانی کا خیال آتے ہی خود کو عذابِ الٰہی سے ڈرائیے۔

(6) بدگمانی پیدا ہو تو اللہ پاک سے دعا و استغاثہ کیجیے۔

(7) جس کے لیے بدگمانی ہو تو اس کے لیے دعائے خیر کیجیے۔

مجھے غیبت و چغلی و بدگمانی کی آفات سے تو بچا یا الٰہی

اللہ پاک ہمیں بدگمانی جیسی بُری صفت سے محفوظ فرمائے اور اچھا گمان قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

---

1. المفردات، ص409، 410
2. تفسیر نسفی، ص623
3. تفسیر ابنِ کثیر، 5/69
4. مصنف عبد الرزاق، 10/353، حدیث: 21069
5. ابو داود، 4/355، حدیث: 4883
6. بخاری، 4/313، حدیث: 6724
7. احیاء العلوم، 5/134
8. تفسیر خزائن العرفان، ص950
9. کنز العمال، الجزء الثالث، 2/199، حدیث: 7584
10. احیاء العلوم، 3/186 ملتقطاً
11. حدیقہ ندیہ، 2/13 ملخصاً
12. بدگمانی، ص18 ملخصاً
13. احیاء العلوم، 3/186
14. تنبیہ المغترین، ص107
15. فیض القدیر، 3/157، تحت الحدیث: 2901
16. تفسیر روح المعانی، جزء: 16/612

جادو اور اس کی اقسام (قسط 6)

بنتِ کریم عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز خوشبوئے عطار واہ کینٹ

موجودہ دور میں جادو مختلف چیزوں پر اور مختلف طریقوں سے کیا جاتا ہے۔ ان میں سے چند طریقے یہ بھی ہیں:

1 مٹی کے ذریعے یہ جادو مٹی کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ اس کی 2 صورتیں ہیں: (1) سب سے پہلے جادوگر ایک پتلا بناتا ہے اور ایک تصویر کے اوپر جانور کے خون کے ساتھ ایک نقش بنا کر اسے پتلے کے اندر چھپا دیتا ہے اور اس پر عمل کرنا شروع کرتا ہے، پھر وہ مریض کے کچھ ناخن اور بال لے کر خون کے اندر رنگ کر ان کے اوپر عمل کر کے انہیں پتلے کے اندر ڈال دیتا ہے، پھر مریض کی ایک اور تصویر لیتا ہے اور اس کے اوپر بھی خون کے ساتھ نقش بناتا ہے، پھر اس تصویر کو پتلے کے سینے کے اوپر رکھ کر کالی ڈوری کی مدد سے باندھ دیتا ہے اور اس پر عمل کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اس کے بعد پانچ مختلف اقسام کی خوشبوئیں لیتا ہے اور ایک ایک خوشبو پتلے کے اوپر لگا کر پڑھتا جاتا ہے، یہ عمل کرنے کے بعد اسٹیل کی کچھ کیلیں لیتا ہے اور ہر کیل کے اوپر پڑھائی کرتا ہے، پھر ان کیلوں کو پتلے کے ساتھ ہی باندھ کر عمل کرنا شروع کر دیتا ہے، اس کے بعد وہ ساری خوشبوئیں جو پتلے کے اوپر لگائی ہوتی ہے ایک کالے کپڑے کر اوپر چھڑکتا ہے اور اس پتلے کو کپڑے کے اندر لپیٹ کے بند کر دیتا ہے۔ پھر ایک تصویر کے اوپر نقش بنا کر ایک دل کے اندر ڈال کر اسے سی دیتا ہے اور پڑھائی شروع کر دیتا ہے۔ اس کے بعد چند سویاں لے کر ان کے اوپر پڑھائی کر کے دل کی اندر چبھا لیتا ہے، پھر ایک اور کالا کپڑا لے کر اس میں جانور کا خون لگا دیتا ہے اور اس میں اس دل کو لپیٹ دیتا ہے، پھر اس پر عمل کرنے کے بعد سب کچھ قبرستان میں لے جاتا ہے۔ وہاں دو گھڑے کھودتا ہے، ایک میں وہی پانچ خوشبوئیں لگاتا اور پتلا رکھ کر دفن کر دیتا ہے، اسی طرح دوسرے کے اندر خون اور دل ڈال کر دفن کر دیتا ہے۔ اب ایک چھوٹا سا عمل پڑھ کر ایک نقش بنا کر اسے قبر کے پاس والے درخت کے اوپر لٹکا دیتا ہے اور اس درخت کی جڑوں میں تھوڑا سا گڑھا کھودتا ہے، پھر اس کے اندر تھوڑا سا گوشت اور خون کے قطرے ڈال دیتا ہے اور دفن کر دیتا ہے۔ جب یہ عمل پورا ہو جاتا ہے تو جنات اس عمل کی حفاظت کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اپنے کام پر لگ جاتے ہیں یعنی اس بندے کے پاس چلے جاتے ہیں اور اس کو تھوڑا تھوڑا بیمار کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے وہ اپنا عمل تیز کرنے لگ جاتے ہیں اور ایک دم مریض کے اوپر اثر ہو جاتا ہے۔ اچانک اسے سمجھ نہیں آتی کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے! جنات اس کے جسم میں داخل ہو کر اس کے خون کے اندر مل جاتے ہیں اور اسے کئی طرح کی بیماریاں لگا دیتے ہیں کہ ڈاکٹروں کو بھی سمجھ نہیں آتی۔ اسی طرح وہ مریض بہت لاچار ہو کر اور تڑپ تڑپ کر یا تو مر جاتا ہے یا بستر سے اٹھ نہیں پاتا۔

(2) جس کو نقصان پہنچانا مقصود ہو اس کے گھر یا کمرے کی مٹی یا پاؤں سے مس ہونے والی مٹی یا اس کے بالوں یا استعمال شدہ کپڑوں پر جادوئی منتر وغیرہ پڑھ کر اسے زمین میں دفن کر دیا جاتا ہے۔

2 کیلوں کے ذریعے جادو جادوگر کیلوں پر پڑھائی کر کے انہیں زمین میں ٹھوک دیتے ہیں جس سے انسان مسلسل تکلیف میں مبتلا رہتا ہے۔ یاد رہے! کیلیں جادو کا توڑ کرنے کے

لئے بھی استعمال ہوتی ہیں اور ان پر کلامِ الٰہی پڑھ کر جادو سے حفاظت یا جنات کی آمد و رفت روکنے کے لئے گھر کے چاروں کونوں میں لگایا جاتا ہے۔

3 جنات کے ذریعے جادو اس کی 4 صورتیں ہیں: (1) ہوا میں جنات چھوڑ کر جادو کروایا جاتا ہے۔ (2) جنات کے ذریعے مطلوبہ انسان کے گھر میں موجود کسی چیز مثلاً لباس، پردے، چادر، تکیے، گدے وغیرہ میں سوئیاں لگوائی جاتی ہیں۔ (3) کفریہ و شرکیہ کلمات والے یا پھر اُلّو یا ہدہد کے خونی تعویذات بنا کر جس کو نقصان پہنچانا مقصود ہو اس کا نام وغیرہ لکھ کر بذریعہ جنات اس کے گھر یا کسی پُرانی قبر میں دبوائے جاتے ہیں یا درخت وغیرہ پر لٹکا دیئے جاتے ہیں۔ (4) بسا اوقات کالا بکرا، کالا مرغ، اُلّو یا ہُدہُد ذبح کر کے اس کے خون پر پڑھائی کی جاتی ہے، پھر جسے نقصان پہنچانا ہوتا ہے جنات کے ذریعے اس خون کے چھینٹے اس کے گھر کی دیواروں یا اس کے لباس وغیرہ پر مارے جاتے ہیں، جس کے بعد اس کی بربادی کے دن شروع ہو جاتے ہیں۔

4 ہڈی کے ذریعے جادو گائے، بھینس، اونٹ، بکرے، بکری، کتے اور سؤر کے شانے کی ثابت ہڈی کالے جادو اور سفلی عمل میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ قصاب ہمیشہ اس تلی اور چپٹی ہڈی کو گوشت سے الگ کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں۔ بعض بدبخت جادوگر تو مردوں کی ہڈی لینے کے لئے قبریں تک کھود ڈالتے ہیں، بلکہ مردہ پیدا ہونے والے بچے کے دفن ہونے کے ایک ماہ بعد قبر سے نکال کر اس کے کولہے کی ہڈی پر بھی جادو کرتے ہیں۔ پھر جادو زدہ ہڈی کو مطلوبہ شخص کے گھر یا قبرستان میں رکھوایا جاتا ہے۔

5 ہانڈی کے ذریعے جادو بنگال کا ایک جادو ”ڈھائیا“ ہے، یہ جادو انتہائی تیز اثر والا اور خطرناک تصور کیا جاتا ہے۔ اسے ڈھائیا اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ ڈھائی پل یا سیکنڈ، ڈھائی منٹ، ڈھائی گھنٹے اور زیادہ سے زیادہ ڈھائی دن میں اپنا اثر دکھاتا ہے، اس عمل کا سب سے کار آمد ہتھیار ”ہانڈی“ ہے جو کسی کی جان لینے کے لئے چڑھائی جاتی ہے۔ ہانڈی کے اندر عموماً چاقو، چھری، قینچی، اُسترا، سوئیاں اور ایک دیا رکھا جاتا ہے۔ اس بارے میں مشہور ہے کہ کالے علم کے زور پر جلایا گیا یہ دیا اس قدر طاقتور ہوتا ہے کہ اگر کوئی طوفان بھی ہو تو یہ جلتا رہے گا اور اپنی منزل تک پہنچے گا۔

5 ہوا کے ذریعے جادو دیا جلا کر یا ہرمل کی دھونی کی مدد سے ہوا کے ذریعے بھی مخالف پر جادو کروایا جاتا ہے۔

6 پانی کے ذریعے جادو اس جادو کی بھی 4 صورتیں ہیں: (1) جادوگر مچھلی کے پیٹ کو صاف کر کے اس میں جادوئی چیزیں بھر کر دریا، نہر یا سمندر وغیرہ میں ڈال دیتے ہیں۔ (2) حیض کے خون سے آلودہ کپڑے یا ہڈی وغیرہ پر جادو کر کے اسے دریا نہر وغیرہ میں ڈال دیا جاتا ہے۔ (3) کسی کے کاروبار اور رشتوں وغیرہ میں بندش کے لیے تالے پر لاک لگا کر جادوئی پڑھائی کی جاتی ہے، پھر اسے کنویں یا دریا وغیرہ میں ڈال دیا جاتا ہے، جب تک وہ تالا کھلتا نہیں تب تک بندش کا اثر باقی رہتا ہے۔ (4) دریا وغیرہ کے کنارے دیا جلا کر یا دریا کے اندر اتر کر بھی پڑھائی کر کے جادو کیا جاتا ہے۔

7 خوراک کے ذریعے جادو مٹھائی، چینی، گوشت، سبزی وغیرہ پر جادو کر کے مطلوبہ شخص کو کھلایا جاتا ہے۔ آج کل کے دور میں فاسٹ فوڈز مثلاً برگر، شوارمے اور پیزا وغیرہ پر بھی جادو کر دیا جاتا ہے۔

8 جدید آلات کے ذریعے جادو آج کل جدید آلات اور جدید طریقوں کے ذریعے بھی جادو کیا جاتا ہے۔ اس کی 3 صورتیں یہ ہیں: (1) موبائل سم پر جادو کر دیا جاتا ہے اور جہاں سگنلز ہوں گے وہاں جادو کا اثر بھی ہو گا یا جادو والا میسج جب تک موبائل میں رہے گا تب تک جادو کا اثر رہے گا۔ (2) سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر شیئر کی جانے والی تصویروں پر بھی جادو کیا جاتا ہے۔ جب تک وہ تصاویر مٹائی نہ جائیں تب تک جادو کا اثر رہتا ہے۔

عورتوں کے لیے ویسے بھی یہ جائز نہیں کہ وہ اپنی تصاویر یا جسم کا کوئی بھی حصہ مثلاً ہاتھ پاؤں وغیرہ کی تصاویر سوشل میڈیا پر ڈالیں جسے کوئی نامحرم دیکھے۔

لیکن آج کل عورتوں میں بھی تصاویر بنانے اور اسے سوشل میڈیا پر ڈالنے کا رجحان عام ہو چکا ہے۔ موبائل میں تصویر بنانا اگرچہ جائز ہے لیکن عورتوں کے لیے احتیاط اسی میں ہے کہ وہ اپنے موبائل میں بھی اپنی تصاویر نہ رکھیں اور مَردوں کو بھی چاہیے کہ وہ گھر کی خواتین کی تصویریں موبائل میں نہ رکھیں۔ اگر ہم اس حکمِ شرعی پر عمل کریں گی تو ان شاءَ اللہ جادو سے بھی حفاظت ہوگی۔ (3) جدید مشینری مثلاً A.C، گاڑی، U.P.S وغیرہ کا جنات کے ذریعے کنکشن کاٹ دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ آئے روز خراب ہوتی رہتی ہیں۔

9 پڑھائی کی بندش کے لئے جادو بچوں کی پڑھائی پر بندش کے لیے کتابوں پر جادو کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے بچے کا پڑھنے میں دل نہیں لگتا۔ بالفرض ہمت کر کے پڑھنا شروع کر دیں تو کبھی گھبراہٹ و بے چینی ہونے لگتی ہے تو کبھی سر میں درد ہونے لگتا ہے۔

10 آئینے کے ذریعے جادو آئینے پر جنات مسلط کر دیئے جاتے ہیں یا جادو زدہ پانی کے چھینٹے مارے جاتے ہیں جس کی وجہ سے مطلوبہ شخص جب آئینہ دیکھتا ہے تو بیمار پڑ جاتا ہے۔

11 جانوروں کے ذریعے کبھی کبھی کتے، سانپ یا بلی وغیرہ کی شکل میں بھی جنات کو گھروں میں مسلط کر دیا جاتا ہے۔

12 ڈرانے کے ذریعے جادو جادوگر جادو کے زور پر ڈرا کر بھی لوگوں کو نقصان پہنچاتے ہیں، 5 مثالیں ملاحظہ کیجئے: (1) گھر میں سائے نظر آتے ہیں۔ (2) مختلف آوازیں لگا کر مریض کا نام پکار کر اسے پریشان کیا جاتا ہے۔ (3) دروازہ کھٹکھٹا کر یا قدموں کی آہٹ وغیرہ کے ذریعے خوفزدہ کیا جاتا ہے۔ (4) سونے کی حالت میں سینے یا جسم پر بہت وزن محسوس ہوتا ہے۔ انسان کسی کو بلانے کی کوشش کرتا ہے مگر بلا نہیں پاتا۔ (5) ڈراؤنے خواب آنے لگتے ہیں۔

13 شادی میں بندش کا جادو لڑکی یا لڑکے کی اصل صورت دکھائی نہیں جاتی یا صورت بہت بُری کر کے دکھائی جاتی ہے یا لڑکی کے چہرے پر وقتی طور پر داغ دھبے یا کالے حلقے وغیرہ بنا دیئے جاتے ہیں۔ یا ان کے گھر میں عجیب و غریب بدبو پیدا کر دی جاتی ہے جسے صرف آنے والے ہی محسوس کر سکتے ہیں۔

14 آگ کے ذریعے جادو (1) کالی مرچ یا لونگ وغیرہ پر کچھ پڑھ کر آگ میں جلایا جاتا ہے۔ (2) مطلوبہ شخص کے بدن کے جس حصے کو تکلیف پہنچانی ہو تو کسی جانور کے اسی حصے کو لے کر اسے آگ میں ڈال کر چھری سے کاٹا جاتا ہے۔

15 پڑھائی کے ذریعے جادو مطلوبہ شخص کے نام، اس کی اور اس کی والدہ کی تصویر وغیرہ پر پڑھائی کر کے اسے نقصان پہنچایا جاتا ہے۔

جادو ہونے کے حوالے سے عورتوں کی بے احتیاطیاں ابھی ہم پڑھ چکی ہے کہ جادو مختلف طریقوں سے اور مختلف چیزوں پر کیا جاتا ہے۔ جادو کرنے والا بلاشبہ بہت بُرے کام میں ملوث ہوتا اور اس کے لیے وہ کئی ناجائز ذرائع اپناتا ہے۔ ان میں بہت سے ذرائع ایسے ہیں جن سے بچنا انسان کے بس میں نہیں، لیکن کچھ چیزیں ایسی بھی ہیں جن سے بچنا ممکن ہے، لیکن اس حوالے سے احتیاط نہیں کی جاتی بالخصوص عورتیں ایسی بہت سی بے احتیاطیاں کر جاتی ہیں جن کی وجہ سے جادو وغیرہ کے معاملات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ چند بے احتیاطیوں کے متعلق پڑھتی ہیں:

1 سر کے بالوں کو بے پروائی سے پھینک دینا عورتیں اپنے سر کے بال لاپروائی کے ساتھ ڈسٹ بن یا نالیوں وغیرہ میں پھینک دیتی ہیں، حالانکہ شریعت کا حکم ہے کہ عورتیں اپنے سر کے بال ایسی جگہ چھپائیں جہاں کسی نامحرم کی نظر نہ پڑے یا دفن کر دیں۔ چنانچہ

حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہِ علیہ فرماتے ہیں:

عورتوں کو بھی لازم ہے کہ کنگھا کرنے میں یا سر دھونے میں جو بال نکلیں انھیں کہیں چھپا دیں کہ ان پر اجنبی کی نظر نہ پڑے۔[1]

یونہی آج کل بعض عورتیں اپنے سر کے بال فروخت بھی کرتی ہیں اور گلی محلوں میں عورتوں کے بال خریدنے والے بھی آوازیں لگاتے سنائی دیتے ہیں۔ یہ بھی شرعاً جائز نہیں۔ چنانچہ دارُ الافتا اہلِ سنت کی ویب سائٹ پر یہ مسئلہ موجود ہے کہ انسانی بالوں (خواہ مرد کے ہوں یا عورت کے، بہر صورت ان) کی خرید و فروخت کرنا، ناجائز و حرام اور گناہ ہے اور ان سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا جیسے کئی لوگ ان سے وِگیں تیار کرتے ہیں وغیرہ، تو یہ بھی حرام اور گناہ ہے۔ پھر عورت کے بال تو سَتْر میں بھی داخل ہیں، جدا ہونے کے بعد بھی انہیں غیر مَحْرم کو دکھانا اور غیر محرم کا انہیں دیکھنا، جائز نہیں، لہٰذا اس وجہ سے بالخصوص عورت کے بال بیچنے کی حُرمت میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔[2]

انسان کا ہر عضو قابلِ احترام ہے، ان میں سے کسی عضو کی خرید و فروخت جائز نہیں۔ دنیا کے معمولی مال کے بدلے آخرت کا وبال سر پہ اٹھایا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی امکان ہے کہ ان بالوں پر جادو وغیرہ کیا جائے۔ اگر عورتیں اس حوالے سے حکمِ شرعی پر عمل کریں تو انہیں اخروی ثواب کے ساتھ ساتھ دنیاوی فوائد بھی حاصل ہوں گے جن میں سے ایک جادو سے حفاظت بھی ہے، کیونکہ جادو بالوں پر بھی کیا جاتا ہے۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے موئے مبارک پر جادو کیا گیا تھا جس کا ذکر ماہنامہ خواتین اپریل 2024 کے صفحہ نمبر 10 پر ہو چکا ہے۔

2 حیض کے استعمال شدہ کپڑے کو دفن نہ کرنا اسی طرح بعض عورتیں حیض کے خون والا کپڑا ضائع کرنے کا مناسب انتظام نہیں کرتیں، حالانکہ اس کو بھی شرعاً دفن کرنے کا حکم ہے یا کچھ ایسا انتظام کیا جائے کہ کسی نامحرم کی نظر نہ پڑے۔

چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: 4 چیزوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ دفن کر دی جائیں: ناخن، بال، حیض کا کپڑا اور خون۔[3]

اس کے علاوہ بھی عورتوں میں ایسی بہت سی بے احتیاطیاں پائی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جادو ہونے کے زیادہ مسائل بھی عورتوں میں ہی پائے جاتے ہیں۔

جادو کی علامات جس پر جادو کیا گیا ہوتا ہے اس میں یہ 14 علامات پائی جا سکتی ہیں: (1) پورے بدن میں ہر وقت شدید درد رہنا۔ (2) سر میں ہر وقت شدید درد رہنا۔ (3) پاؤں کے تلووں میں کھجلاہٹ ہونا۔ (4) جسم میں سوئیاں سی چبھنا۔ (5) بیماری کے باوجود رپورٹس کلیئر آنا۔ (6) خواب میں ڈرنا یا عجیب و غریب ڈراؤنے خواب دیکھنا۔ (7) بلاوجہ تھکاوٹ، کاہلی اور سستی پیدا ہونا۔ (8) اپنے آس پاس کسی کی موجودگی کا احساس ہونا۔ حالانکہ کوئی بھی موجود نہ ہو۔ (9) طبیعت میں چڑچڑا پن پیدا ہونا۔ (10) حاملہ عورتوں کا مسلسل تیسرے اور پانچویں مہینے کا حمل گرنا۔ (11) الماری میں پڑے کپڑوں پر خون کے چھینٹے پڑنا یا کپڑوں پر کٹ لگنا۔ (12) گھر کے کسی حصے سے تعویذ یا سوئیوں والا پتلا وغیرہ بر آمد ہونا۔ (13) رشتے داروں اور سہیلیوں کے ساتھ جھگڑے۔ (14) نامعلوم خوف محسوس کرنا کہ گھر سے نکلا تو کوئی مار دے گا وغیرہ۔ اس کے علاوہ بھی جادو کی علامات ہو سکتی ہیں۔

یاد رہے! یہ ضروری نہیں کہ ان میں سے کوئی علامت پائی جائے تو سو فیصد یقین کر لیا جائے کہ کسی نے جادو کروا دیا ہے۔ بلکہ کسی اور وجہ سے بھی یہ علامات ہو سکتی ہیں۔ مثلاً سر میں درد، جسم میں درد یا گھبراہٹ وغیرہ کی وجہ بیماری بھی ہو سکتی ہے۔ یونہی خون کے چھینٹے پڑنا، تعویذ، پتلا وغیرہ بر آمد ہونا جنات کی شرارت بھی ہو سکتا ہے۔

1 بہار شریعت، 5/449، حصہ 16: 2 عورت کے سر کے بال بیچنا کیسا؟ فتوی نمبر WAT-370 3 فتاوی ہندیہ، 5/358

حشر کے دن سایۂ عرش پانے والے (قسط 27)

گزشتہ سے پیوستہ گزشتہ تین قسطوں میں 59 ایسے افراد کا ذکر ہو چکا ہے جنہیں قیامت کے دن اللہ پاک کے عرش کا سایہ نصیب ہو گا اور وہ افراد یہ ہیں:(1)عادل حکمران(2)جوانی عبادت میں گزارنے(3)مسجدوں سے دل لگانے(4)رضائے الٰہی کے لئے باہم محبت کرنے (5)دعوتِ گناہ سے باز رہنے (6)چھپ کر صدقہ کرنے(7)تنہائی میں رب کو یاد کر کے رونے(8)اپنی قوم کی حفاظت کرنے(9)قرض معاف کرنے (10)قرض دار کو مہلت دینے(11)کسی ناسمجھ کے ساتھ تعاون کرنے(12)مجاہدین کی مدد کرنے(13)مکاتب غلام کی آزادی میں اس کی مدد کرنے(14)مسلمانوں پر نرمی کرنے والے (15)غازی کے سر پر سایہ کرنے والے

(16)بھوکے کو کھانا کھلانے(17)سچا تاجر(18،19)یتیم یا بیوہ کی کفالت کرنے(20)اچھے اخلاق سے پیش آنے(21)غم کھانے والے(22)بچے کی موت پر صبر کرنے والیاں(23)اپنے یتیم بچوں کی خاطر آگے شادی نہ کرنے والیاں(24)بچے کی موت پر تعزیت و غم خواری کرنے(25)اچھی مہمان نوازی کرنے (26)عادل بادشاہ کو نصیحت کرنے(27)صلہ رحمی کرنے اور (28)یقین رکھنے(29)دشواری میں وضو کرنے(30)اندھیرے میں مسجد کی طرف جانے(31،32)حق کو قبول کرنے اور سوال پورا کرنے(33)بھوکا رہنے(34)زاہد یعنی دنیا سے منہ موڑنے والے لوگ(35)تلاوت قرآن کرنے(36)راہِ خدا میں کسی کی ملامت سے نہ ڈرنے والے

(37)اپنا ہاتھ حرام کی طرف نہ بڑھانے(38،39)سود اور رشوت سے بچنے(40)حرام چیزوں کو نہ دیکھنے(41)بدکاری سے بچنے(42)عیادت کرنے(43)وقت پر نماز پڑھنے(44)روزہ رکھنے والے

(45)حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھنے والے اور (46)سورۃ الانعام کی پہلی تین آیات صبح کی نماز میں تلاوت کرنے والے(47)پریشان حال کی پریشانی دور کرنے(48)سنت کو زندہ کرنے(49)درودِ پاک پڑھنے(50)ذِکْرُ اللہ کرنے(51) نیکی کی دعوت دینے والے(52،53)پاکیزہ دل اور جرموں سے ہاتھوں کو بچانے والے(54)اللہ پاک کی حرمتوں کو پامال ہوتا دیکھ کر غضبناک ہو جانے والے(55)اللہ پاک کی محبت کے ساتھ مانوس ہو جانے والے(56)صبح کے وقت استغفار کرنے والے (57،58)حسد اور چغلی سے بچنے والے(59)والدین کی اطاعت کرنے والے۔

اس قسط میں بھی مزید ان افراد کا ذکرِ خیر ہو گا جو قیامت کے دن سایۂ عرش میں ہوں گے:

شہید شہدائے کرام اللہ پاک کے قُرب میں یاقوت کے منبروں پر عرش کے سائے میں ہوں گے کہ جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہو گا۔[1] ایک روایت میں ہے کہ وہ سایۂ عرش کے نیچے گنبدوں اور باغات میں ہوں گے۔[2]

شہیدوں میں بھی جو شہید سب سے افضل ہو گا، اس کے متعلق ایک روایت میں ہے کہ شہید تین طرح کے ہیں:(ان میں سے ایک)وہ مومن مرد ہے جس نے اپنے جان و مال کے ساتھ راہِ خدا میں جہاد کیا یہاں تک کہ جب دشمنوں سے سامنا

ہوا تو لڑتے لڑتے شہید ہوگیا۔ یہ ایسا قابلِ فخر شہید ہے جو ربِّ کریم کے عرش کے نیچے خیمے میں ہوگا، انبیائے کرام درجۂ نبوت کے سبب ہی اس سے افضل ہوں گے۔[3]

بعض روایات میں ہے کہ شہدائے کرام بروزِ قیامت عرش کے گرد اپنی گردنوں میں تلواریں لٹکائے ربِّ کریم کی تعریف بیان کررہے ہوں گے۔[4]

مسلمانوں کے بچے بروزِ قیامت مسلمانوں کے بچوں کو لایا جائے گا تو ان کے سینے اُبھرے ہوئے ہوں گے، جب میدانِ محشر میں ان کا کھڑا رہنا دشوار ہوجائے گا تو وہ چیخنے چلانے لگیں گے، اللہ پاک ارشاد فرمائے گا: اے جبریل! انہیں میرے عرش کے سائے کے نیچے کردو۔ تو حضرت جبریل انہیں عرش کے سائے میں کردیں گے۔[5]

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک انصاری صحابی کا بیٹا اکثر ان کے ساتھ ہی رہتا تھا، ایک دن حضور نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے ان صحابی سے پوچھا: کیا تم اس سے محبت کرتے ہو؟ عرض کی: یانبی اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! جی ہاں اور اللہ پاک آپ سے ایسی ہی محبت فرمائے جیسی میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ تو پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہاری اپنے بیٹے سے جو محبت ہے اللہ پاک اس سے بڑھ کر مجھ سے محبت فرماتا ہے۔ پھر چند دن ہی گزرے تھے کہ ان کے بیٹے کا انتقال ہوگیا تو حضور نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے ان صحابی پر کرم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ تمہارا بیٹا میرے بیٹے ابراہیم کے ساتھ عرش کے سائے میں کھیلتا ہو؟ تو اس نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! کیوں نہیں![6]

شراب چھوڑنے والے جس نے اللہ پاک کی رضا کی خاطر شراب چھوڑدی، اللہ پاک اس کو قیامت کے دن اپنے عرش کے نیچے جنت کی شراب سے سیراب فرمائے گا۔[7]

اپریل سے لے کر ستمبر کے موجودہ شمارے تک 6 قسطوں میں ان خوش نصیبوں کا تذکرہ ہوا جن کے متعلق مختلف روایات میں وضاحت سے مروی ہے کہ وہ قیامت کے دن سایۂ عرش میں ہوں گے، اس اعتبار سے ان افراد کی کل تعداد اگرچہ 62 بنتی ہے، مگر یہ یقینی نہیں، کیونکہ مارچ کے شمارے میں بھی کئی ایسے خوش نصیبوں کا تذکرہ ہوچکا ہے جن کے متعلق مروی ہے کہ وہ اس دن نور کے منبروں پر یا سونے کے منبروں پر یا سونے کی کرسیوں پر ہوں گے یا مشک کے ٹیلوں پر بیٹھے ہوں گے یا بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوں گے یا اس کا سب سے زیادہ قرب پانے والے اور اس کی حفظ و امان میں رہنے والے ہوں گے۔ تو ان سب سے بھی مراد یہی ہے کہ یہ سب لوگ عرش کے سائے میں ہی ہوں گے۔ اس کے علاوہ اللہ پاک کے تمام پیارے بندے بھی سایۂ عرش میں ہی ہوں گے، جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان ہے: اِنْطَلِقُوْۤا اِلٰى ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍۙ(۳۰) (پ29، المرسلت:30) ترجمہ: اس دھوئیں کے سائے کی طرف چلو جس کی تین شاخیں ہیں۔ اس آیت میں جس دھوئیں کا ذکر ہے اس سے جہنم کا دھواں مراد ہے، یہ دھواں اونچا ہوکر تین شاخوں میں تقسیم ہوجائے گا اور اس کی ایک شاخ کفّار کے سروں پر، ایک ان کی سیدھی طرف اور ایک ان کی الٹی طرف ہوگی، نیز حساب سے فارغ ہونے تک انہیں اسی دھوئیں میں رہنے کا حکم ہوگا جب کہ اللہ پاک کے پیارے بندے اس کے عرش کے سائے میں ہوں گے۔[8]

(الحمدللہ یہ سلسلہ اپنے اختتام کو پہنچا، ان شاءاللہ اگلی قسط میں قیامت کے دن حساب کتاب کا ذکر ہوگا۔)

---

1. جامع صغیر، ص305، حدیث:4957
2. الفوائد الشہیر بالغیلانیات، 1/675، حدیث:920
3. ابن حبان، 7/85، حدیث:4644
4. کتاب الجہاد لابن مبارک، ص83، حدیث:45
5. مسند الفردوس، 5/461، حدیث:8759 ملخصاً
6. مجمع الزوائد، 3/94، حدیث:3996
7. الروض الفائق، ص386
8. تفسیر خازن، 4/344 ملتقطاً

حضور کی اپنی ازواج سے محبت

(نئی رائٹرز کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ مضمون 26ویں تحریری مقابلے سے منتخب کر کے ضروری ترمیم واضافے کے بعد پیش کیا جارہا ہے)

بنتِ صلاح الدین
(درجہ: دورۂ حدیث، جامعۃ المدینہ گرلز، جی سیون 3 اسلام آباد)

کعبے کی زیارت کرنے سے حقدار جنت کے بنتے ہیں
بھلا ان کو ہم پھر کیا سمجھیں جو یار گھر میں رہتے ہیں

ایمانِ کامل مسلمان کی زندگی کا سب سے انمول اور قیمتی سرمایہ ہے، جبکہ مومنِ کامل اپنے گھر والوں اور تمام چیزوں سے بڑھ کر نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے محبت کرتا ہے، مگر سعادت کی معراج ان ہستیوں کی ہے جن کو محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنی صحبت و قربت کے ساتھ ساتھ محبت سے بھی نوازا۔ جب عام سی مٹی کسی پھول کی صحبت میں رہتی ہے تو مہکنے لگتی ہے تو جو ہستیاں حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی صحبت سے فیض یاب ہوں وہ کیونکر آپ کے فیضانِ کرم سے محروم ہو سکتی ہیں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا تو اپنی پاک بیبیوں سے ایک خاص تعلق تھا جس کا اظہار حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے کئی بار مختلف مواقع پر بھی فرمایا ہے۔ چنانچہ، حصولِ علمِ دین اور برکت کے لئے اللہ پاک کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اپنی مقدس بیبیوں کے ساتھ محبت بھرے سلوک پر مشتمل چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں:

ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے محبتِ رسول

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بہت ہی پیاری بیوی ہیں۔ آپ کی مبارک زندگی میں حضور نے کسی دوسری خاتون سے نکاح نہ فرمایا۔ آپ ہی وہ مقدس ہستی ہیں کہ جن کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی حضور کثرت سے ان کا ذکر فرماتے تھے یہاں تک کہ اُمُّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بیبیوں میں سے کسی پر مجھے اتنا رشک نہ آیا جتنا سیدہ خدیجہ پر آیا، حالانکہ میں نے انہیں دیکھا نہ تھا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ان کا بہت ذکر کرتے تھے۔ آپ کئی بار بکری ذبح کرتے تو اس کا کچھ گوشت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں میں بھیج دیتے۔ میں کبھی حضور سے کہہ دیتی کہ گویا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سوا دنیا میں کوئی عورت ہی نہ تھی! تو آپ فرماتے: وہ ایسی تھیں، وہ ایسی تھیں اور ان سے میری اولاد ہوئی۔[1] جبکہ مسلم شریف کی حدیث میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ مجھے ان کی محبت عطا کی گئی ہے۔[2]

سیّما پہلی ماں کہفِ امن و اماں
حق گزارِ رفاقت پہ لاکھوں سلام

ام المومنین سیدہ زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا سے محبتِ رسول

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے دریائے رحمت سے حصہ پانے والی خواتین میں سے ایک سیدہ زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔ آپ حضور کی پھوپھی زاد بہن اور پاکیزہ بیوی ہیں۔ حضور آپ سے بے حد محبت کا اظہار فرماتے تھے۔ جیسا کہ اُمُّ المومنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اُمُّ المومنین حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کو بہت پسند فرماتے اور کثرت سے آپ

کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔[3] نیز سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا ان کے بارے میں فرماتی ہیں: حضور کی بارگاہ میں مقام و مرتبے کے اعتبار سے یہ میرے برابر تھیں۔[4]

اہلِ اسلام کی مادرانِ شفیق
بانُوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا سے محبتِ رسول

حبیبۂ حبیبِ خدا سیدہ عائشہ رضی اللہُ عنہا کے فضائل و مناقب بارش کے قطروں کی طرح بے شمار ہیں۔ آپ اللہ پاک کے آخری و پیارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی محبوب ترین بیوی صاحبہ ہیں۔ ایک موقع پر حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہ وسلم نے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہُ عنہا سے فرمایا: اے میری بیٹی! کیا تم اس سے محبت نہیں کرو گی جس سے میں محبت کرتا ہوں؟ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہُ عنہا نے عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا: پھر تم عائشہ سے محبت کرو۔[5]

سبحان اللہ! محبت کی انتہا تو دیکھیے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم خود تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا سے محبت فرماتے ہی ہیں ساتھ ساتھ اپنی لاڈلی شہزادی بی بی فاطمہ رضی اللہُ عنہا کو بھی ان سے محبت کرنے کا حکم فرما رہے ہیں۔

ہم کو امی عائشہ سے پیار ہے
ان شاء اللہ اپنا بیڑا پار ہے

حضرت ربیعہ بن عثمان رضی اللہُ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم رات بھر چلتے رہے، پھر اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا سے ارشاد فرمایا: تم مجھے مکھن ملی کھجور سے بھی زیادہ محبوب ہو۔[6] ایک اور موقع پر حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہ وسلم نے آپ سے اپنی محبت و الفت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: اے عائشہ! تم مجھ سے اتنا خوش نہیں ہوئی جتنا میں تم سے خوش ہوا۔[7]

حضرت عَمْرو بن عاص رضی اللہُ عنہ نے اللہ پاک کے محبوب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے عرض کی: لوگوں میں آپ کو زیادہ پیارا کون ہے؟ ارشاد فرمایا: عائشہ۔[8]

بنتِ صدّیق آرامِ جانِ نبی
اس حریمِ بَراءَت پہ لاکھوں سلام

ام المومنین سیدہ اُمِّ سلمہ رضی اللہُ عنہا سے محبتِ رسول

اللہ کے پیارے و آخری نبی صلی اللہُ علیہ واٰلہ وسلم کی مقدس بیبیوں میں سیدہ اُمِّ سلمہ رضی اللہُ عنہا بہت ہی بلند ہمت اور کمال فراست والی خاتون تھیں۔ چنانچہ ایک بار حضرت عُروہ بن زبیر رضی اللہُ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہُ عنہا سے عرض کی: خالہ جان! حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہ وسلم کو کون سی پاک بی بی زیادہ پسند تھیں؟ فرمایا: میں اس بارے میں کچھ زیادہ نہیں جانتی، البتہ اُمُّ المومنین حضرت زینب بنتِ جحش اور حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہُ عنہا کو حضور نبیِ کریم صلی اللہُ علیہ واٰلہ وسلم کی بارگاہ میں خاص مقام حاصل تھا اور میرا خیال ہے کہ میرے بعد یہ دونوں حضور کو سب سے زیادہ پسند تھیں۔[9]

جلوگیانِ بیتُ الشَّرف پر درود
پردگیانِ عفّت پہ لاکھوں سلام

حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہ وسلم کی اپنی مقدس بیبیوں کے ساتھ محبت اور بے تکلفی کے واقعات میں اُمّت کے لیے پیار و محبت سے رہنے کا درس موجود ہے۔ اللہ کریم تمام مقدس بیبیوں پر رحمتوں کی برسات فرمائے اور ان کے پاکیزہ کردار کے مطابق ہمیں اپنی زندگی کو ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

---

1. بخاری، 2/565، حدیث: 3818
2. مسلم، ص1016، حدیث: 6278
3. طبقات ابن سعد، 8/81، 82
4. مسلم، ص1017، حدیث: 6290
5. مسلم، ص1017، حدیث: 6290
6. طبقات ابن سعد، 8/63
7. سنن کبریٰ للبیہقی، 7/694، حدیث: 15427
8. بخاری، 2/519، حدیث 3662
9. طبقات ابن سعد، 8/91

شرحِ سلامِ رضا

بنتِ اشرف عطاریہ مدنیہ
ڈبل ایم اے (اردو، مطالعہ پاکستان)
گوجرہ منڈی بہاؤ الدین

133

خاص اس سابقِ سَیرِ قُربِ خدا
اَوْحدِ کاملیّت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: سابق: آگے بڑھنے والا۔ سیر: چلنا (سفر ہجرت)۔ اوحد: یگانہ۔ کاملیت: مکمل ہونا۔

مفہومِ شعر: خاص طور پر حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کے ساتھ ہجرت کر کے قربِ خداوندی حاصل کرنے میں تمام صحابہ کرام پر سبقت لے جانے والے، ایمان و عشق اور اپنی خوبیوں کے مکمل ہونے میں باکمال ہستی یعنی حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر لاکھوں سلام۔

شرح: عشرۂ مبشرہ اور بدر و اُحد اور بیعتِ رضوان میں شریک صحابہ کرام کے ذکر کے بعد اب خلفائے راشدین کی خدمت میں سلام عرض کیا جا رہا ہے، جس کا آغاز افضل الخلق بعد الرسل جناب صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے ہو رہا ہے، ان اشعار میں اعلیٰ حضرت نے صدیقِ اکبر کے ان امتیازات کو بیان فرمایا ہے جن پر کتاب و سنت گواہ ہیں۔ چنانچہ اس شعر میں آپ کی یہ خصوصیت ذکر کی گئی ہے کہ آپ قربِ الٰہی کے حصول کی خاطر حضور کے ساتھ سفر ہجرت کرنے میں سب صحابہ پر سبقت لے جانے والے ہیں کہ حضور نے تمام صحابہ میں سے اپنی رفاقت کے لیے آپ ہی کا انتخاب فرمایا جو آپ کے مخلص، باوفا، خیر خواہ، کاملُ الایمان، قابلِ اعتماد اور سچے محبّ و مددگار ہونے کی دلیل ہے کیونکہ خطرناک حالات میں انسان اسی کو اپنے ساتھ رکھنا پسند کرتا ہے جس کے اخلاص، وفا، ہمت و حوصلے اور جاں نثاری پر بھرپور اعتماد ہو۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مبارک سیرت کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ دیگر کئی خوبیوں میں بھی سب صحابہ سے سبقت لے جانے والے تھے، مثلاً اسلام قبول کرنے کو ہی لے لیا جائے تو اس معاملے میں بھی آپ نے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطی آپ کے قبولِ اسلام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ تجارت کیلئے شام گئے، وہاں آپ نے ایک خواب دیکھا تو اس کا ذکر بَحِیرا راہب سے کیا۔ چنانچہ اس نے آپ کے احوال معلوم کرنے کے بعد کہا: آپ کی قوم سے ایک نبی آئے گا، آپ ان کی زندگی میں ان کے وزیر اور وصال کے بعد ان کے سب سے پہلے خلیفہ بنیں گے۔ صدیقِ اکبر نے اس بات کو چھپائے رکھا، جب حضور نے اعلانِ نبوت فرمایا تو صدیقِ اکبر نے آپ کی نبوت پر دلیل طلب کی، حضور نے فرمایا: وہ خواب جو تو نے شام میں دیکھا تھا۔ یہ سننا تھا کہ صدیقِ اکبر حضور کے گلے لگ گئے اور آپ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور آپ کی رسالت کی گواہی دی۔[1]

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اپنے مقام و مرتبہ اور عظمت و شان کے لحاظ سے بھی سب سے ممتاز ہیں، انبیا و رسل کے بعد عظمت و شان میں آپ کا ہم پلہ کوئی نہیں، یہی وجہ ہے کہ ایک بار جب حضرت عمر اور ابو بکر کے درمیان کچھ ناراضی ہوگئی، حضرت ابو بکر نے معذرت چاہی مگر حضرت عمر نہ مانے،

بعد میں ان کو شرمندگی ہوئی، حضور کو جب اس معاملے کی خبر ملی اور وہ دونوں دربار میں حاضر ہوئے تو حضرت عمر کو دیکھتے ہی حضور کے چہرے پر ناراضی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ حضرت صدیقِ اکبر نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کی: یارسول اللہ! قصور وار میں ہوں یہ نہیں، حضور نے حضرت عمر سے فرمایا: جب اللہ نے مجھے تم لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا تو تم سب نے مجھے جھٹلایا اس وقت ابو بکر ہی تھے جنہوں نے میری تصدیق کی تو کیا تم میرے ایسے دوست کو چھوڑ دو گے ؟(2)

134

سایۂ مصطفےٰ مایۂ اصطفا

عِزّ و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: سایۂ مصطفےٰ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا سایہ۔ مایۂ اصطفا: یعنی تقویٰ و پرہیز گاری کا فخر۔ عزو نازِ خلافت: خلافت کا ناز یعنی فخر و عزت۔

مفہومِ شعر: وہ صدیقِ اکبر جو پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کے ساتھ زندگی بھر سایہ بن کر رہے اور بعدِ وفات اب بھی آپ کے سائے میں آرام فرما ہیں۔ آپ تقویٰ و پرہیز گاری کا فخر، خلافت و حکومت کا ناز اور اس کی عزت کا سبب ہیں، ایسی باکمال خوبیوں سے آراستہ ہستی پر لاکھوں سلام۔

شرح: جس طرح انسان کا سایہ ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے اسی طرح صدیقِ اکبر بھی سفر ہو یا حضر، جنگ و امن ہمیشہ ہر حالت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کے ساتھ رہے اور یہ آپ کی عمدہ خوبی ہے کہ آپ صرف حضور کی ظاہری زندگی مبارکہ میں ہی نہیں بلکہ قبر وحشر میں بھی حضور کے ساتھی ہیں، جیسا کہ ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلّم نے خود ارشاد فرمایا: اے ابو بکر! تو میرا غار اور حوضِ کوثر کا ساتھی ہے۔(3) کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

ہجرت کی رات ہی نہ فقط ہمسفر رہے
صدیق ہم رکابِ نبی عمر بھر رہے
ایسا نہیں کہ صرف رہے زندگی میں ساتھ
اب بھی وہ ان کے ساتھ ہیں مدِّ نظر رہے

الغرض جس طرح حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی ذاتِ مبارکہ مخلوقِ خدا پر اللہ پاک کی رحمت کا سایہ ہے اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امت پر حضور کا سایہ ہیں۔

مایۂ اصطفا آپ رضی اللہ عنہ تقویٰ و پرہیز گاری کا فخر اور پرہیز گار لوگوں کے امام ہیں، آپ کے سب سے بڑے پرہیز گار ہونے کی گواہی رب نے خود قرآنِ کریم میں یوں ارشاد فرمائی ہے: وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴿١٧﴾ (پ30، الیل:17) ترجمہ: اور عنقریب سب سے بڑے پرہیز گار کو اس آگ سے دور رکھا جائے گا۔

عز و نازِ خلافت حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلّم نے جبریلِ امین علیہ السلام سے پوچھا: میرے ساتھ ہجرت کون کرے گا؟ تو جبریلِ امین نے عرض کی: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے بعد آپ کی امّت کے معاملات سنبھالیں گے، وہ اُمّت میں سب سے افضل اور اُمّت پر سب سے زیادہ مہربان ہیں۔(4)

حضور کے بعد صدیقِ اکبر کی خلافت پر تمام صحابہ و امت کا اتفاق ہے۔ یوں تو آپ کی خلافت پر کئی دلائل و اشارات روایات میں موجود ہیں، مگر ان میں وہ روایت نہایت اہم اور مضبوط ترین ہے جس میں حضور نے اپنی مبارک زندگی کے آخری دنوں میں آپ کو اپنی جگہ امامت کا حکم فرمایا۔ پھر اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان تمام شکوک و شبہات کو ریجیکٹ کرنے کے لیے کافی ہے کہ جس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلّم نے ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا ہم نے اسے اپنی دنیا کے لیے پسند کر لیا۔(5)

چنانچہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کی وفات کے بعد امت کے مشکل وقت میں انہوں نے ہی بہتر طریقے سے سب کو سنبھالا اور اٹھنے والے تمام فتنوں کو ختم کر کے ایسی شاندار حکومت کی کہ خلافت و حکومت آپ پر ناز کرنے لگی اور آپ اس کے لیے عزت و عظمت کا سبب بن گئے۔

135

یعنی اُس اَفْضَلُ الْخَلْق بَعْدَ الرُّسُل

ثَانِیَ اثْنَیْنِ ہجرت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: افضل الخلق بعد الرسل: رسولوں کے بعد مخلوق میں سب سے افضل۔ ثَانِیَ اثْنَیْن: دو میں سے دوسرا۔

مفہومِ شعر: نبیوں اور رسولوں کے بعد مخلوق میں سب سے افضل اور سفرِ ہجرت میں قرآنِ کریم نے جس کو ثَانِیَ اثْنَیْنِ (یعنی دو میں سے دوسرے) کہا اس صدیقِ اکبر پہ لاکھوں سلام۔

شرح: انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد تمام مخلوق میں سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور اس پر بے شمار روایات شاہد ہیں، مثلاً حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آگے چلتے ہوئے دیکھ کر ارشاد فرمایا: کیا تم اس کے آگے چل رہے ہو جو تم سے بہتر ہے؟ کیا تم نہیں جانتے کہ نبیوں اور رسولوں کے بعد ابو بکر سے افضل کسی شخص پر سورج طلوع ہوا نہ غروب ہوا۔[6]

ثَانِیَ اثْنَیْنِ ہجرت اللہ پاک نے قرآنِ کریم میں سفرِ ہجرت کے بیان میں حضرت صدیقِ اکبر کو ثانی اثنین کے پیارے خطاب سے نوازا۔ سفرِ ہجرت کی وجہ سے آپ کا لقب ثَانِیَ اثْنَیْنِ ہے یعنی دو میں سے دوسرے، پہلے رسولِ خدا اور دوسرے صدیقِ باوفا۔ ہجرت کے علاوہ بھی حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد آپ ہی ثانی ہیں، یہاں تک کہ نبی اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پہلو میں دفن ہونے میں بھی آپ ہی ثانی ہیں۔

136

اَصْدَق الصّادِقیں سَیِّدُ الْمُتَّقِیں

چشم و گوشِ وِزارت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: اَصْدَق الصّادِقیں: تمام سچوں میں سے سچا۔ سید المتقین: پرہیز گاروں کا سردار۔ چشم: آنکھ۔ گوش: کان۔ وزارت: حکومت۔

مفہومِ شعر: تمام سچوں میں سب سے سچے، پرہیز گاروں کے سردار اور وزارت کے معاملات میں حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آنکھ اور کان یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پہ لاکھوں سلام۔

شرح: اَصْدَق الصّادِقیں ایک مرتبہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کھانا تیار کیا اور صحابۂ کرام کو بلایا، سب کو ایک ایک لقمہ عطا کیا جبکہ حضرت ابو بکر صدیق کو تین لقمے عطا کئے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا: جب پہلا لقمہ دیا تو جبرائیل نے کہا: اے عتیق! تجھے مبارک ہو، جب دوسرا لقمہ دیا تو میکائیل نے کہا: اے رفیق! تجھے مبارک ہو، تیسرا لقمہ دیا تو اللہ کریم نے فرمایا: اے صدیق! تجھے مبارک ہو۔[7] اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو صدیق کا لقب اللہ پاک نے عطا فرمایا جبکہ ایک روایت کے مطابق واقعۂ معراج کی تصدیق کے سبب آپ کو صدیق کا لقب دیا گیا۔[8]

چشم و گوشِ وزارت غزوۂ بدر ہو یا اُحد، معرکۂ حُنَین ہو یا فتحِ مکہ، غزوۂ تبوک ہو یا غزوۂ خندق، واقعۂ صُلح حدیبیہ اور بیعتِ رضوان کا ہو یا معراج کی تصدیق کا یا پھر ہجرتِ نبویہ کے ناقابلِ فراموش حسین لمحات ہوں، صدیقِ اکبر حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ہمدرد اور وزیر و مُشیر بن کر ہر موڑ پر جاں نثاری اور وفاداری کا ثبوت دیتے چلے گئے۔ آپ کی دینی خدمات اور جاں نثاری کی وجہ سے حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کے متعلق ارشاد فرمایا: ابو بکر و عمر دونوں میری آنکھ اور کان کی طرح ہیں۔[9] اور ایک روایت میں ہے کہ میرے آسمان پر دو وزیر جبرائیل و میکائیل اور زمین پر ابو بکر و عمر ہیں۔[10]

---

1 خصائصِ کبریٰ، 1/50 2 بخاری، 2/519، حدیث: 3661 3 ترمذی، 5/378، حدیث: 3690 4 جمع الجوامع، 11/39، حدیث: 160 5 تاریخ الخلفاء، ص53 6 فضائل الخلفاء لابی نعیم، ص38، حدیث: 10 7 الحاوی للفتاویٰ، 2/51 8 مستدرک، 4/25، حدیث: 4515 9 صواعق محرقہ، ص78 10 ترمذی، 5/382، حدیث: 3700

مدنی مذاکرہ

پیارے آقا کی ولادت کا وقت فجر سے پہلے تھا یا بعد؟

سوال: سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ولادت کا وقت فجر سے پہلے تھا یا فجر کے بعد؟

جواب: پیارے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ولادت کا وقت، رات کا بالکل آخری حصّہ اور صبح کے شروع کا وقت تھا، یعنی رات جارہی تھی اور صبح آرہی تھی اور یوں رات کو بھی نوازا گیا اور صبح کو بھی مشرّف فرمایا گیا[1]۔[2]

سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو مالکِ کوثر کہنا کیسا؟

سوال: ہر چیز کا مالک اللہ پاک ہے، تو حوضِ کوثر بھی ایک چیز ہے اور وہ بھی آخرت کی تو اس کا مالک بھی اللہ پاک ہوا، پھر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو مالکِ کوثر کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: نبیِ پاک، صاحب لولاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو مالکِ کوثر کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اللہ پاک کی تمام نعمتوں کے اللہ کی عطا اور اس کے مالک بنا دینے سے مالک و مختار ہیں۔ اللہ پاک قرآنِ پاک میں فرماتا ہے: اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَؕ۝۱ (پ30، الکوثر:1) ترجمہ: اے محبوب! بیشک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ یہ اصول یاد رکھیے کہ جب بھی اللہ کے سوا کسی اور کی طرف ملکیت کی نسبت ہو گی تو مجازاً ہو گی کیونکہ حقیقتاً ربِّ کریم ہی ہر چیز کا مالک ہے لیکن اس کی عطا سے بندوں کو بھی ملکیت اور تصرف کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً آپ کرائے دار ہیں، جس کے مکان میں رہتے ہیں آپ اسے مالک مکان کہتے ہیں۔ اب اگر کوئی آپ سے پوچھے کہ بھائی! آپ کا مالک مکان کون ہے؟ تو اس سوال پر کیا آپ اس سے الجھنا شروع کر دیں گے کہ مالک تو ہر چیز کا اللہ ہے، لہٰذا مالک مکان نہ بولو۔ یقیناً ایسا وہی کرے گا جو شیطانی وساوس کے سبب سمجھ بوجھ سے عاری ہو گا۔

نبیِ رحمت مالکِ کوثر و جنّت ہیں

حوضِ کوثر کا بھی حقیقی مالک اللہ پاک ہی ہے، اس بات میں کوئی شک نہیں لیکن جب اس نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو بھی اس کا مالک بنا دیا تو اب آپ کو مالکِ کوثر کہنے میں حرج نہیں۔ جب ایک عام شخص مالکِ دکان، مالکِ مکان اور دیگر چیزوں کا مالک ہو سکتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مالکِ کوثر کیوں نہیں ہو سکتے! بلکہ آپ کی شان تو یہ ہے کہ آپ مالکِ جنّت بھی ہیں۔ جس کو چاہیں گے شفاعت کر کے جنّت میں داخلہ دلوائیں گے۔ آپ کو مالکِ جنّت کہنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ جب لوگ پلاٹوں، کھیتوں اور باغوں کے مالک ہو سکتے ہیں تو پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بھی حوضِ کوثر اور باغِ جنت کے مالک ہو سکتے ہیں۔ آپ کو اللہ پاک نے حوضِ کوثر اور باغِ جنت کا مالک بنایا ہے۔ البتہ ان پر آپ کا تَصَرُّف اور قبضہ قیامت کے دن ہو گا۔ جب آپ نے شبِ معراج حوضِ کوثر کا مشاہدہ فرمایا اس کی خوشبو، رنگت اور حسین منظر ملاحظہ فرمایا تو حضرت جبریل سے پوچھا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ عرض کی: یہ وہ کوثر ہے جو اللہ پاک نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔[3] ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تو ہماری جانوں کے

بھی مالک ہیں اور الحمد للہ ہمیں اس پر فخر ہے کہ ہم آپ کے امّتی اور غلام ہیں۔[4]

سرکار صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا سایہ نہیں تھا

سوال: لوگ کہتے ہیں کہ سرکار صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا سایہ نہیں تھا لیکن ہم کہتے ہیں کہ سرکار کا سایہ ساری دنیا پر ہے، آپ اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

جواب: میرے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے جسمِ مبارک کا سایہ نہیں تھا۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ ہم پر یا سارے عالَم پر سرکار صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا سایہ ہے تو یہ مجازاً اور بطور استعارہ کہا جاتا ہے۔

استعارہ کا مطلب یہ ہے کہ لفظ کے ظاہری معنیٰ چھوڑ کر کوئی اور معنیٰ مراد لیے جائیں جیسا کہ ہم کہتے ہیں کہ ہم پر سرکار صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا سایہ ہے اور مراد یہ ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی مدد اور حمایت ہمیں حاصل ہے اور آپ ہمیں اپنی پناہ میں لیے ہوئے ہیں۔

ہم ان کے زیرِ سایہ رہتے ہیں جن کا سایہ نظر نہیں آتا
جھولیاں بھرتی جاتی ہیں مگر دینے والا نظر نہیں آتا

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم بے سایہ ہیں مگر سائبانِ عالم ہیں۔ سائبان کے معنیٰ ہیں "سایہ ڈالنے والا" اس لیے لوگ سایہ حاصل کرنے کے لیے جو چھپر بناتے ہیں اسے سائبان بولتے ہیں کہ وہ بھی سایہ ڈالتا ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ سایہ ترے پیکر کا نہ تھا
میں تو کہتا ہوں جہاں بھر پہ ہے سایہ تیرا

آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم دھوپ میں جب قدم رنجہ فرماتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔ اگر آپ کا سایہ ہوتا تو اس پر لوگوں کے پاؤں پڑنے کا اندیشہ تھا اس لیے آپ کا سایہ ہی نہیں تھا اور سایہ نہ ہونا آپ کا معجزہ ہے۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا سایہ اس لیے بھی نہیں تھا کہ آپ نور ہیں اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔[5]

عقیدۂ ختمِ نبوت

سوال: نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی نبوت سے متعلق ہمیں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟

جواب: پیارے آقا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اللہ پاک کے آخری نبی ہیں۔[6] آپ نے اپنے بارے میں خود اِرشاد فرمایا: لَانَبِیَّ بَعْدِی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔[7] لہٰذا اب اگر کوئی شخص کسی کو یہ سوچ کر نبی مانے کہ اسے نبوت ملی ہوئی ہے یا یہ عقیدہ رکھے کہ اب بھی کسی کو نبوت مل سکتی ہے تو ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہو جائے گا۔[8] یاد رہے! حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ظاہری طور پر حیات ہیں اور قیامت کے قریب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے اُمتی بن کر تشریف لائیں گے نہ کہ نئے نبی بن کر کیونکہ وہ تو پہلے سے ہی نبی ہیں، نیز وہ انجیل مقدّس کی تعلیم عام کرنے کے بجائے قرآنِ کریم کی تعلیمات اور ہمارے نبی، حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے لائے ہوئے اسلام اور آپ کے پیغامات کی تبلیغ کریں گے۔[9] [10]

سرکار صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو اللہ کا بندہ کہنا کیسا؟

سوال: کیا ہم سرکار صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو اللہ کا بندہ کہہ سکتے ہیں؟

جواب: سرکار صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اللہ پاک کے خاص بندے ہیں جیسا کہ ڈاکٹر اقبال کا شعر ہے:

عبد دیگر عبدہٗ چیزے دگر ایں سراپا انتظار او منتظر

سرکار صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم عَبد (یعنی بندے) ہیں مگر عام بندوں کی طرح نہیں بلکہ "عَبْدُہٗ" یعنی اللہ پاک کے خاص بندے ہیں، لہٰذا ان معنوں پر سرکار صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو اللہ پاک کا بندۂ خاص کہنے میں حرج نہیں۔[11]

---

(1) الابریز، 1/311 (2) ملفوظاتِ امیرِ اہلسنت، 1/351 (3) الکلام الاوضح، ص198 (4) ملفوظاتِ امیرِ اہلسنت، 1/344، 345 (5) ملفوظاتِ امیرِ اہلسنت، 1/347 (6) مسلم، ص966، حدیث:5963 ماخوذاً (7) ترمذی، 4/93، حدیث:2226 (8) المعتقد والمنتقد، ص120 (9) فتاویٰ رضویہ، 29/110، 111 ماخوذاً (10) ملفوظاتِ امیرِ اہلسنت، 7/237 (11) ملفوظاتِ امیرِ اہلسنت، 1/350

بیٹیوں کو محبت واطاعت رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تربیت دیں

اُمِّ میلاد عطّاریہ*

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اسلام سے قبل اگر دنیا کے مختلف مُعاشَروں میں عورت کی حیثیت دیکھی جائے تو معلوم ہو گا کہ عورتوں کی حیثیت بس ایک خدمت گار کی سی تھی، ان کے ساتھ جانوروں سے بدتر سُلوک ہوتا، وراثت میں دیگر مال و اسباب کی طرح ان کا بھی بٹوارہ ہوتا، بیٹی کی پیدائش کو باعثِ عار (شرمندگی) سمجھا جاتا، عار سے بچنے کے لئے اپنی بیٹی کو زندہ زمین میں دفن کردیا جاتا۔ انسانیت رنج و غم سے بے چین اور بے قرار تھی، پھر ایک دن ایسا آیا کہ انسانیت کو اس کا حقیقی محافظ مل گیا۔ اسلام کی صُبحِ نُور کیا طلوع ہوئی ہر طرف کفر اور ظلم و سِتَم کا اندھیرا بھی ختم ہو گیا اور یوں بیٹیوں کو اِسلام کی برکت سے ایک نئی زندگی ملی۔ جو لوگ پہلے بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے، اب بیٹیوں کو اپنی آنکھوں کا تارا سمجھنے لگے۔

اللہ کے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اولاد بالخصوص بیٹیوں کی پرورش کے متعلق فضائل بیان فرما کر ان کی اہمیت کو بھی خُوب اُجاگر فرمایا۔ یہ حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا وہ احسانِ عظیم ہے کہ دنیا کی تمام عورتیں اگر اپنی زندگی کی آخری سانس تک اس احسان کا شکریہ ادا کرتی رہیں پھر بھی وہ اس عظیم الشان احسان کی شکر گزاری کے فرض سے سبکدوش نہیں ہوسکتیں۔

عورتوں کے لئے مقامِ شکر ہے کہ ایک وقت وہ تھا جب دنیا میں ان کا پیدا ہونا شرمندگی اور ذلت و رسوائی سمجھا جاتا تھا مگر اسلامی تعلیمات، قرآنی آیات اور احادیثِ مبارکہ نے ان کی اہمیت اجاگر کر کے اس بات کا شعور دلایا کہ بیٹیاں رحمتِ خداوندی کے نُزول کا باعث ہیں، لہٰذا ان کی قدر کرنی چاہئے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آج کے اس پُر آشوب دور میں اسلامی تعلیمات سے آراستہ ماں باپ کی تربیت و توجّہ جہاں بیٹوں کو مُعاشرے کا ایک باعزّت فرد بنانے پر مرکوز ہے وہیں وہ بیٹی کی بہترین پرورش سے بھی غافل نہیں۔

یہ بہت ضروری ہے کہ ہم اپنی آئندہ نسلوں بالخصوص بیٹیوں کو پاکیزگی و پاکدامنی کا پیکر بنانے اور توحید و رسالت کی پہچان کروانے کی بھرپور کوشش کریں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: بچپن سے جو عادت پڑتی ہے کم چھوٹتی ہے۔ لہٰذا جو لوگ بیٹی کی تربیت میں کوتاہی کے مرتکب ہوتے ہیں درحقیقت وہ آنے والی نسل کی تربیت میں کوتاہی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اپنی بیٹی کو ابتدائی عمر سے ہی توحید و رسالت کے جام پینے کا ایسا عادی بنا دے کہ جس کی لذت میں گم ہو کر اسے زِندگی بھر کسی دوسری طرف دیکھنے کا ہوش ہی نہ

رہے۔ اس لئے چاہئے کہ ایسے اسباب پیدا کئے جائیں کہ آپ کی بیٹی کے دل میں درودِ پاک اور نعت شریف پڑھنے اور سننے کا ذوق و شوق پیدا ہو جائے، اس کے سامنے اللہ اللہ کرتے رہیئے۔

بیٹیوں کو یہ بھی بتایا جائے کہ آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا بیٹیوں پر کس قدر احسان ہے، بیٹی کی ایک ایک سانس نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نظرِ کرم کا نتیجہ ہے۔ آج یہ جو عزت ہے، احترام ہے، آزادی ہے، یہ محبت ہے یہ سب کچھ پیارے آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعلیمات کا صدقہ ہے، جب ہم پر دنیا میں کوئی احسان کرتا ہے تو ہم ان کا شکریہ ادا کرتے نہیں تھکتے تو ہماری زندگی جن کے صدقے ملی ہے اس کا حق تو یہی ہوا کہ ایک ایک سانس نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت کر کے، ان کی دی گئی تعلیم پر عمل کر کے، ان کی سنتوں سے محبت کر کے ان پر ہر ہر لمحہ عمل کر کے گزارنی چاہئے۔ اس کے لئے دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے اور پاکیزہ و خوشبو دار دینی ماحول سے بہتر کوئی ماحول نہیں۔ آپ کا تعلق زندگی کے جس بھی شعبے سے ہو، فکر نہ کیجیے! دعوتِ اسلامی آپ کو ہر جگہ اور زندگی کے ہر موڑ پر راہنمائی فراہم کرتی نظر آئے گی، مثلاً ڈھائی سال کی عمر میں اپنی بیٹی کو جدید دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ فرض علمِ دین سکھانے کے لئے دارُ المدینہ (اسکولنگ سسٹم) میں داخل کروایئے یا پھر تھوڑی بڑی عمر کی ہو تو اسے قراٰنِ کریم ناظرہ و حفظ کروانے کے لئے مدرسۃ المدینہ گرلز اور علمِ دین سیکھنے سکھانے کے لئے جامعاتُ المدینہ گرلز میں داخل کروا دیجئے۔ پس بیٹی کے دل میں قراٰن و سنت کی محبّت پیدا کرنا ضَروری ہے تاکہ قراٰن و سنت کے مطابق وہ اپنی ساری زِنْدَگی گزار دے کیونکہ قراٰن و سنت پر عمل ہی دونوں جہاں میں کامیابی کا سبب ہے۔ اللہ پاک ہمیں اپنی اولاد کی شرعی تقاضوں کے مطابق بہترین تربیت کرنے اور ان کے دلوں میں عشقِ مصطفےٰ و اطاعتِ مصطفےٰ کے جذبے کو پیدا کرنا نصیب فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صحابیات طیّبات رضی اللہ عنہنّ کی رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت اور دین کی خاطر قربانیوں کے بارے میں جاننے کے لئے بہترین اور آسان رسائل آج ہی دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے یا دیئے گئے QR-Code کو اسکین کر کے مفت ڈاؤنلوڈ کیجئے۔ یہ رسائل آپ مکتبۃُ المدینہ سے آن لائن بھی خرید سکتے ہیں۔

رابطہ نمبر: +92313-1139278

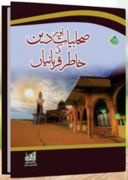

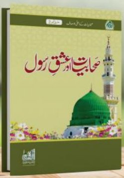

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مَدَنی

1 عورت نامحرم سے کان چھدوا سکتی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا بالغہ عورت اپنے کان کسی غیر محرم سے چھدوا سکتی ہے؟ جبکہ وہ غیر محرم زیادہ عمر کا ہو۔ شریعت اس بارے میں ہماری کیا رہنمائی کرتی ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورت کے کان بھی اعضائے ستر میں داخل ہیں، اور اجنبی مرد کا بلاضرورتِ شرعیہ کسی بالغہ عورت یا مُشتہاۃ (قابلِ شہوت) لڑکی کے اعضائے ستر کو دیکھنا یا اُن اعضاء کو چھونا سخت ناجائز و حرام ہے، احادیثِ مبارکہ میں اس کی شدید مذمت بیان ہوئی ہے۔ واضح ہوا کہ عورت کا بڑی عمر کے اجنبی مرد سے بھی کان چھدوانا بلاشبہ ناجائز و حرام ہے، اس صورت میں مرد و عورت دونوں ہی گنہگار ہوں گے اور اُن پر توبہ کرنا لازم ہو گا۔

نامحرمہ کو چھونے سے متعلق نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان المعجم الکبیر میں کچھ یوں مذکور ہے: ”لان يطعن في رأس أحدكم بمخيط من حديد خير له من أن يمس امراۃ لا تحل له“ یعنی تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کا سُوا (بڑی سوئی) چبھو دیا جائے، یہ اِس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اُس کے لئے حلال نہ ہو۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، 20/211، حدیث: 486- فتح القدیر علی الھدایۃ، 1/262- فتاویٰ رضویہ، 22/239، 240- بہارِ شریعت، 3/446 ملتقطاً)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 انسانی دودھ سے متعلق مسائلِ شرعیہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے بچے نے حال ہی میں دودھ پینا چھوڑا ہے۔ کبھی کبھار ایسا ہوتا ہے کہ خود بخود بریسٹ سے دودھ آنے لگ جاتا ہے۔ تو کیا ایسی صورت میں وضو ٹوٹ جائے گا اور کپڑے ناپاک ہو جائیں گے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں نہ وضو ٹوٹے گا اور نہ ہی کپڑے ناپاک ہوں گے۔ کیونکہ قوانینِ شرعیہ کی روشنی میں وضو یا غسل واجب کرنے والی اور کپڑوں کو ناپاک کرنے والی چیز کا حدث و نجس ہونا ضروری ہے جب کہ فقہائے کرام کی تصریحات کے مطابق انسانی دودھ پاک ہے، نجس نہیں۔

(خزانۃ المفتین، 1/4 مخطوطہ- فتاویٰ رضویہ، 1/364)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(قسط 3)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام

خوفِ خدا، عشقِ مصطفےٰ، تفسیرِ قراٰن، روایتِ حدیث، شرعی مسائل سے آگاہی، علوم و فنون میں مہارت، فتاویٰ نویسی، فصاحت و بلاغت، عِبادت و رِیاضت، اِطاعت و اتباع، سخاوت و فیاضی، جراٰت و بہادری، زُہد و قناعت، عاجزی و انکساری، گریہ و زاری، خود داری، ماتحتوں پر شفقت، غریبوں کی مدد، پردے کا بے مثال اہتمام، عفت و پاک دامنی اور شرم وحیاوغیرہ خوبیاں اگر کسی ایک خاتون میں دیکھنی ہوں تو وہ عظیم ہستی تمام مومنوں کی امی جان اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیاری بیوی صاحبہ حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ کے علمی مقام و مرتبے کی شان و بلندی کو بیان کرتے ہوئے امام زُہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر تمام لوگوں کا علم، پھر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مقدس بیبیوں کا عِلم جمع کیا جائے تو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عِلم ان سب کے علم سے زیادہ ہوگا۔[1] بڑے بڑے صحابہ کرام آپ کی علمیت اور علوم وفنون میں مہارت سے متاثر اور حیرت زدہ تھے، بلکہ پیچیدہ مسائل کے حل کے لئے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس فرمانِ عالی **"تم اپنا دو تہائی دین اس حُمَیرا (یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) سے حاصل کرو۔"**[2] پر لَبَّیْک کہتے ہوئے آپ کی بارگاہ میں حاضری کا شرف پاتے اور خوب فیض یاب ہوتے تھے۔ چند صحابہ کرام کے معمولات و ارشادات کے متعلق پڑھتی ہیں۔ چنانچہ

مرکزِ صحابہ حضرت امام شمسُ الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اُمِّ عبدِ اللہ، حبیبۂ رسولِ اللہ، بنتِ خلیفۂ رسولِ اللہ ابی بکر صدیق اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فُقَہا صحابہ کرام میں سے تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فُقَہا صحابہ کرام علیہم الرضوان شرعی احکام سمجھنے کے لئے آپ کی طرف رُجوع کرتے تھے۔[3]

صحابہ مسائل پوچھتے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جو خود بھی بہت بڑے عالم تھے اور پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں یمن کا حاکم بنایا تھا، فرماتے ہیں: ہم حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ کو جب بھی کسی بات میں کوئی مشکل پیش آئی اور ہم نے اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس بارے میں پوچھا تو آپ کے پاس اس کا علم پایا۔[4]

مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یعنی اصحاب رسول اللہ کو کسی مسئلہ میں کوئی اشکال ہوتا اور وہ مشکل کہیں حل نہ ہوتی تو جناب عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس حاضر ہوتے، ان کے پاس یا تو اس کے متعلق حدیث مل جاتی یا کسی حدیث سے اس مسئلہ کا استنباط مل جاتا۔ از آدم تا ایں دم (حضرت آدم سے لے کر آج تک) کوئی بی بی ایسی عالمہ فقیہہ پیدا نہ ہوئیں جیسی جناب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہوئیں۔ آپ علومِ قراٰنیہ، علومِ حدیث کی جامع، بڑی مُحدِّثہ، بڑی فقیہہ تھیں۔[5]

سب سے بڑی عالمہ حضرت عطا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تمام لوگوں سے بڑھ کر بڑی عالمہ اور تمام لوگوں میں سب سے زیادہ اچھی رائے رکھنے والی تھیں۔[6]

وراثت کے مسائل بتاتیں تابعی بزرگ حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری

جان ہے! میں نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بڑے صحابہ کرام کو وراثت کے مسائل اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا سے پوچھتے ہوئے دیکھا ہے۔[7]

مقتدیٔ اسلام حضرت قاسم رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا امیر المومنین حضرت صدیقِ اکبر، فاروقِ اعظم اور عثمانِ غنی رضی اللہُ عنہم کے دورِ حکومت میں ہی مستقل طور پر فتویٰ دینے کا رُتبہ حاصل کرچکی تھیں، یہ اہم دینی خدمت آخری دم تک جاری رہی۔[8]

چھوٹی سی عمر میں دینی معلومات کی سوجھ بوجھ روایت میں ہے کہ ایک دن رسولِ پاک صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہُ عنہا کی گڑیاں دیکھیں تو پوچھا: اے عائشہ! یہ کیا ہے؟ آپ نے عرض کی: میری بیٹیاں (گڑیاں) ہیں۔ آپ نے ان گڑیوں کے درمیان دو پروں والا گھوڑا دیکھ کر پوچھا: وہ کیا ہے جسے میں ان گڑیوں کے درمیان دیکھ رہا ہوں؟ عرض کی: گھوڑا ہے۔ ارشاد فرمایا: اس کے اوپر کیا ہے؟ عرض کی: دو پر ہیں۔ ارشاد فرمایا: کیا گھوڑے کے پر ہیں؟ عرض کی: آپ نے نہ سنا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے کے پر تھے؟ آپ فرماتی ہیں: حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم اس قدر مسکرائے کہ میں نے آپ کی مبارک داڑھیں دیکھ لیں۔[9]

یاد رہے! ان گڑیوں اور اس گھوڑے کے آنکھ ناک کان نہ تھے صرف چیتھڑوں کے مجسمے تھے اور ان اعضا کے بغیر تصویر نہیں کہلاتی۔ لہٰذا جائز تھی، بعض نے فرمایا: یہ واقعہ کھیل کی حُرمت آنے سے پہلے کا ہے، مگر ترجیح اس کو ہے کہ بچوں کے کھلونوں کے احکام ہلکے ہیں۔[10]

مفسرۂ قرآن

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ مفسرۂ قرآن وعالمۂ قرآن کے بلند وبالا منصب پر فائز تھیں، نیز آپ قرآنی آیات کے معانی کو اچھی طرح جانتی تھیں، چنانچہ حضرت عُروہ رضی اللہُ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: میں نے لوگوں میں سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا سے بڑھ کر کسی کو قرآن کا عالِم نہیں دیکھا۔[11] بالفرض کسی آیت کا معنیٰ معلوم نہ ہوتا تو حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم سے پوچھ لیا کرتی تھیں۔ چنانچہ آپ خود فرماتی ہیں کہ نبیِ پاک صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کسی سے بھی حساب لیا جائے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم! اللہ پاک مجھے آپ پر فدا کرے! کیا اللہ یہ نہیں فرماتا: فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖۙ(۷) فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًاۙ(۸) (پ30، الانشقاق: 8،7) ترجمہ: تو بہر حال جسے اس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ تو عنقریب اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔ حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: یہ پیش کرنا ہے۔ ان کے اعمال ان پر پیش کئے جائیں گے مگر جس سے تفصیلی حساب لیا جائے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔[12]

تفسیر دُرِّ منثور میں اُمُّ المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہُ عنہا سے منقول اس آیتِ کریمہ کی تفسیر یہ ذکر کی گئی ہے کہ وہ شخص اپنے گناہوں کو پہچانے گا پھر اس کے گناہوں کو مُعاف کر دیا جائے گا۔[13] اس کے علاوہ بھی کئی آیات کی تفاسیر آپ سے منقول ہیں، چند مثالیں ملاحظہ کیجئے:

(1) وَ مَنْ كَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِؕ (پ5، النسآء: 6) ترجمہ: اور جو حاجت مند ہو وہ بقدرِ مناسب کھا سکتا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں آپ فرماتی ہیں: یہ آیت مالِ یتیم کے سرپرست کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جب اسے یتیم کا مال ملے اور وہ محتاج ہو تو وہ اس مال میں سے مناسب مقدار میں لے سکتا ہے۔[14]

(2) حضرت عُروہ رضی اللہُ عنہ نے اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا سے عرض کی: میرا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص صفا و مَروہ کے پھیرے نہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔ تو آپ نے پوچھا: کیوں؟ عرض کی: کیونکہ اللہ پاک نے اِرشاد فرمایا ہے: اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىٕرِ اللّٰهِۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَاؕ وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًاۙ فَاِنَّ اللّٰهَ

شَاكِرٌ عَلِيْمٌ (پ2،البقرۃ:158) ترجمہ: بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں توجو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے چکر لگائے۔ اور جو کوئی اپنی طرف سے بھلائی کرے تو بیشک اللہ نیکی کا بدلہ دینے والا، خبر دار ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ پاک اس کا حج و عُمرہ مکمل نہیں فرماتا جس نے صفا و مَروہ کے پھیرے نہ کئے اور اگر ایسے ہوتا جیسے تم کہتے ہو (یعنی یہ سعی واجب نہ ہوتی) تو یوں اِرشاد ہوتا: فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا یعنی اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے نہ کرے۔ پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ آیت کن کے بارے میں ہے؟ زمانۂ جاہلیت میں انصار سمندر کے کنارے پر واقع دو بتوں کے لئے احرام باندھا کرتے تھے جن کو اِساف اور نائلہ کہا جاتا تھا، اس کے بعد آکر صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے، اس کے بعد حلق کرتے، پھر جب اسلام آیا تو زمانۂ جاہلیت کے اس کام کی وجہ سے انہوں نے صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کو ناپسند کیا۔ پھر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی تو انہوں نے صفا و مَروہ کی سعی کی۔[15] حکیمُ الاُمّت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دیکھو! اس ایک جواب میں اُصولِ فقہ کا کتنا دَقیق (پیچیدہ) مسئلہ حل فرما دیا کہ واجب کی پہچان یہ ہے کہ اس کے کرنے میں ثواب (اور) نہ کرنے میں گناہ (ہو)، جائز کی پہچان یہ ہے کہ اس کے نہ کرنے میں گناہ نہ ہو۔ یہاں آیت میں پہلی بات فرمائی گئی ہے۔[16]

(3) حضرت عطا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اُمُّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا تو حضرت عبید نے آپ سے عرض کی: اے اُمُّ المومنین! اللہ کریم کا فرمان ہے: لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ (پ2،البقرۃ:225) ترجمہ: اللہ ان قسموں میں تمہاری گرفت نہیں فرمائے گا جو بے ارادہ زبان سے نکل جائے۔ (یہاں کون سی قسمیں مراد ہیں؟) اُمُّ المومنین نے ارشاد فرمایا: ان سے مراد یہ قسمیں ہیں (جیسے تم میں سے کوئی کہے): لَا وَاللّٰهِ یعنی اللہ پاک کی قسم! نہیں۔ بَلٰی وَاللّٰهِ یعنی اللہ پاک کی قسم! کیوں نہیں۔ یہ ان قسموں میں سے نہیں ہیں جن کو تم پکا کرتے ہو۔[17]

(4) حضرت عُروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اللہ پاک کے اس فرمان کے متعلق پوچھا: وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ (پ4،النسآء:3) ترجمہ: اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کر سکو گے تو ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں، دو دو اور تین تین اور چار چار۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے میرے بھانجے! یہ آیت اس یتیم بچی کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو اور مال میں ولی کی شریک ہو، اس کا ولی مال اور حُسن کی وجہ سے اس یتیم لڑکی کو پسند کرتا ہو تو وہ اس سے نکاح کرنے کا ارادہ تو کرتا ہے لیکن اس کے مہر میں اِنصاف نہیں کرنا چاہتا کہ اس کو اس قدر مہر دے جو دوسرا شخص دیتا ہے۔ اس لئے (اللہ پاک کی طرف سے) لوگوں کو اس یتیم بچی کے ساتھ شادی کرنے سے منع کر دیا گیا۔ ہاں! اگر مہر میں انصاف کرتے ہوئے انہیں ان کی حیثیت کے مطابق اعلیٰ مہر دیں تو اس سے نکاح کر سکتے ہیں اور ان کو حکم دیا گیا کہ ان کے علاوہ جو عورت انہیں پسند ہو اس سے نکاح کر لیں۔[18]

(5) ارشادِ الٰہی ہے: اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ (پ21،الاحزاب:10) ترجمہ: جب کافر تم پر تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے آئے اور جب آنکھیں ٹھٹک کر رہ گئیں اور دل گلوں کے پاس آگئے۔ اس آیت کی تفسیر میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں: یہ (غزوۂ) خندق کا دن تھا۔[19]

بہترین مُحدِّثہ اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان چھ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے تھیں جنہوں نے دیگر تمام صحابہ کرام سے زیادہ روایات ذکر کیں۔ چنانچہ آپ سے دو ہزار دو سو دس (2210) احادیث مروی ہیں جن میں 174

مُتَّفَقٌ عَلَیْہ ہیں یعنی بخاری و مسلم دونوں کی روایات اور 54 احادیث صرف بخاری کی ہیں، 68 احادیث صرف مسلم کی (جبکہ باقی دیگر کتبِ احادیث میں ہیں)۔ الغرض آپ نے حضور کی احادیثِ مبارکہ حضور سے براہِ راست ہی نہیں سنیں، بلکہ دوسروں سے بھی سن کر روایت کیں۔[20] احادیثِ پاک کی مشہور و معروف کتاب **مسند امام احمد بن حنبل** اور **مسندِ ابی یعلیٰ** میں شامل مُسندِ عائشہ کے نام سے پورا ایک باب بھی آپ کے مُحدِّثہ ہونے پر زبردست اور واضح ثبوت ہے۔

بہترین ڈاکٹر علمِ طب اور مریضوں کے علاج میں بھی آپ کو کافی مہارت حاصل تھی۔ جیسا کہ آپ کے سگے بھانجے حضرت عُرْوَہ بن زبیر رضی اللہُ عنہما نے ایک دن حیران ہو کر آپ سے عرض کی: اے اماں جان! مجھے آپ کے علمِ فقہ پر کوئی تعجب نہیں کیونکہ آپ نے رسولُ اللہ صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی پاک بی بی اور حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہُ عنہ کی بیٹی ہونے کا شرف پایا ہے اسی طرح مجھے اس پر بھی کوئی تعجب اور حیرانی نہیں ہے کہ آپ کو اس قدر زیادہ عرب کے اشعار کیوں اور کس طرح یاد ہو گئے، اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ آپ مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہُ عنہ کی نورِ نظر ہیں مگر میں اس بات پر بہت ہی حیران ہوں کہ آخر یہ طِبّی (علاج سے متعلق) معلومات آپ کو کہاں سے اور کیسے حاصل ہو گئیں؟ یہ سن کر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا نے اپنے بھانجے کے کندھوں پر تھپکی دیتے ہوئے فرمایا: اے عُروَہ! حضور اپنی آخری عمر شریف میں اکثر بیمار ہو جایا کرتے تھے اور عرب کے ڈاکٹرز آپ کے لئے دوائیں تجویز کرتے تھے اور میں ان دواؤں سے حضور کا علاج (Treatment) کیا کرتی تھی (اس لئے مجھے طبی یعنی علاج کی معلومات بھی حاصل ہو گئیں)۔[21]

فصاحت و بلاغت کی بے مثال عالمہ سیدہ عائشہ کی عالمانہ شان میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی گفتگو فصاحت و بلاغت سے آراستہ ہوتی تھی، جیسا کہ حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہُ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا سے بڑھ کر میں نے کسی بھی خطیب کو بلیغ و ذہین نہیں دیکھا۔[22] اسی طرح حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرتِ عائشہ رضی اللہُ عنہا سے بڑھ کر کسی کو فصیح نہیں دیکھا۔[23]

حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہِ علیہ اس روایت کی شرح میں فرماتے ہیں: حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہُ عنہا) علاوہ قرآن و حدیث و فقہ کی عالِمہ ہونے کے بڑی شاعرہ، علم و اَنساب میں بڑی کامِل، فصاحت و بلاغت میں بے مثال عالمہ تھیں، کیوں نہ ہوتیں کہ محبوبۂ محبوبِ ربِّ العٰلمین تھیں، حضرت ابو بکر صِدّیق کی لختِ جگر اور نورِ نظر تھیں، ہم سب کی باعثِ ناز، قابلِ فخر اُمِّ محترمہ جن کے گیت قرآن گاتا ہے۔[24]

فصیح و بلیغ خطبہ حضرت اَحْنَف بن قیس رحمۃ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمانِ غنی اور مولیٰ علی علیہم الرضوان سے لے کر آج کے دن تک کے تمام خُلَفا کے خطبے سنے ہیں، لیکن سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا کے مبارک منہ سے نکلنے والے کلام سے زیادہ عظیم الشان اور خوبصورت کلام کسی مخلوق کے منہ سے نہیں سنا۔[25]

اشعار کی بے مثال عالمہ خِطّۂ عرب میں شعر و شاعری کا دور دورہ تھا، بلکہ شعر و شاعری کے مقابلے ہوا کرتے تھے۔ سیدہ عائشہ کو حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کا ایسا فیضان نصیب ہوا تھا کہ موقع کی مناسبت سے آپ فوراً کوئی نہ کوئی شعر بیان کر دیا کرتیں، جیسا کہ حضرت ابو زِناد رحمۃ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عُروہ بن زُبیر رضی اللہُ عنہ سے بڑھ کر اشعار کہتے کسی کو نہیں دیکھا۔ ان سے عرض کی گئی: آپ سے زیادہ شعر بیان کرنے والا کوئی نہیں۔ اس پر انہوں نے فرمایا: میرا اشعار بیان کرنا اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا کے مُقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ آپ اکثر اپنی گفتگو میں شعر پڑھ دیتی تھیں۔[26] یعنی آپ دورانِ گفتگو ہر موقع پر کوئی نہ کوئی شعر پڑھ دیا کرتی تھیں جو موقع کی مناسبت سے ہوا کرتا

تھا۔[27] اور بعض اوقات 60 یا اس سے زیادہ اشعار پر مشتمل قصیدہ بیان کر دیا کرتیں۔[28]

سیدہ عائشہ خود بھی شعر کہتیں اور آپ کو دیگر شعرا کے اشعار بھی خوب یاد تھے، مثلاً آپ حضور کی شان میں فرماتی ہیں:

فَلَوْ سَمِعُوْا فِیْ مِصْرَ اَوْصَافَ خَدِّہٖ لَمَا بَذَلُوْا فِیْ سَوْمِ یُوْسُفَ مِنْ نَقْدِ

یعنی اگر حضور کے مبارک گال کے اوصاف مصر والے سن پاتے تو حضرت یوسف کی خریداری میں مال و دولت خرچ نہ کرتے۔

لَوَاحِیْ زُلَیْخَا لَوْ رَأَیْنَ جَبِیْنَہٗ لَاٰثَرْنَ بِالْقَطْعِ الْقُلُوْبِ عَلَی الْاَیْدِیْ

یعنی اگر زلیخا کو ملامت کرنے والی عورتیں حضور کی پیشانی شریف دیکھ پاتیں تو ہاتھوں کے بجائے اپنے دل کاٹنے کو ترجیح دیتیں۔[29]

سیدہ عائشہ کے موقع کے مطابق دیگر شعرا کے کلام سے دلیل پکڑنے کی اس سے بڑھ کر مثال کیا ہوگی کہ ایک مرتبہ آپ چرخہ کات رہی تھی اور حضور اپنا جوتا مبارک سی رہے تھے کہ آپ کی مبارک پیشانی نے (خوشبودار) پسینا بہانا شروع کر دیا جس سے نور کی شعاعیں پھوٹنے لگیں۔ آپ (یہ منظر دیکھ کر) حیرت میں مبتلا ہو گئیں (اور حضور کی طرف دیکھنے لگیں) حضور نے انہیں حیران دیکھا تو پوچھا: اے عائشہ! تمہیں کیا ہوا کہ اتنی حیرت میں ہو؟ عرض کی: آپ کی مبارک پیشانی پسینا بہا رہی ہے اور اس خوشبودار پسینے سے نور کی شُعاعیں پھوٹ رہی ہیں۔ اگر (عرب کا مشہور شاعر) ابو کبیر ہُذلی آپ کو دیکھ لیتا تو جان لیتا کہ اس کے شعر کے زیادہ حق دار آپ ہیں۔ حضور نے پوچھا: اے عائشہ! ابو کبیر کیا کہتا ہے؟ عرض کی: وہ کہتا ہے:

وَمُبَرَّأً مِنْ کُلِّ غُبَّرِ حَیْضَۃٍ وَفَسَادِ مُرْضِعَۃٍ وَدَاءِ مُغَیَّلِ

فَاِذَا نَظَرْتَ اِلٰی اَسِرَّۃِ وَجْھِہٖ بَرَقَتْ کَبَرْقِ الْعَارِضِ الْمُتَھَلِّلِ

ترجمہ: وہ حیض کے آخری ایام میں کئے گئے جِماع، دودھ پلانے والی کی خرابی اور حالتِ حمل کے دودھ پینے سے پیدا ہونے والی بیماری سے پاک ہے۔ اور جب تم اس کی پیشانی کی لکیروں کو دیکھو گے تو وہ چمکنے والے بادل کی طرح چمک رہی ہوں گی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: (میرے اشعار سن کر) حضور نے اُٹھ کر میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دے کر ارشاد فرمایا: اے عائشہ! اللہ پاک تمہیں میری طرف سے بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ تم مجھ سے اتنا خوش نہیں ہوئی جتنا میں تم سے خوش ہوا۔[30]

اہم وضاحت یہاں اشعار کے تعلق سے چند باتیں پیشِ خدمت ہیں: (1) اشعار اچھے بھی ہوتے ہیں اور بُرے بھی، اگر اللہ و رسول کی تعریف کے اشعار ہوں یا ان میں حکمت کی باتیں ہوں اور اچھے اخلاق کی تعلیم ہو تو اچھے ہیں۔ اگر لغو و باطل پر مشتمل ہوں تو بُرے ہیں اور چونکہ اکثر شُعرا ایسے ہی بے تکی ہانکتے ہیں اس وجہ سے ان کی مذمت کی جاتی ہے۔[31] (2) جو اشعار مباح (جائز) ہوں ان کے پڑھنے میں حرج نہیں، اشعار میں اگر کسی مخصوص عورت کی خوبیوں کا ذکر ہو اور وہ زندہ ہو تو پڑھنا مکروہ ہے اور مر چکی ہو یا خاص عورت کا ذکر نہ ہو تو پڑھنا جائز ہے۔ شعر میں لڑکے کا ذکر ہو تو وہی حکم ہے جو عورت کے متعلق اشعار کا ہے۔ (3) اشعار کے پڑھنے سے اگر یہ مقصود ہو کہ ان کے ذریعے تفسیر و حدیث میں مدد ملے یعنی عرب کے محاورات اور ترکیبِ کلام پر آگاہ ہو، جیسا کہ شعرائے جاہلیت کے کلام سے دلیل پکڑی جاتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔[32]

---

(1) مستدرک، 5/14، حدیث: 6794 (2) مدارج النبوت، 2/469 (3) تذکرۃ الحفاظ، 1/25 (4) ترمذی، 5/471، حدیث: 3909 (5) مراۃ المناجیح، 8/505 (6) مستدرک، 5/18، حدیث: 6808 (7) طبقات ابنِ سعد، 2/286 (8) طبقات ابنِ سعد، 2/286 (9) ابوداود، 4/369، حدیث: 4932 (10) مراۃ المناجیح، 5/102 (11) حلیۃ الاولیاء، 2/60، رقم: 1482 ملتقطاً (12) بخاری، 3/375، حدیث: 4939 (13) تفسیر در منثور، 8/457 (14) مسلم، ص1231، حدیث: 7533 (15) مسلم، ص510، حدیث: 3079 (16) مراۃ المناجیح، 8/505 (17) تفسیر طبری، 2/417، حدیث: 4382 (18) بخاری، 2/143، حدیث: 2494 (19) مسلم، ص1231، حدیث: 7536 (20) زرقانی علی المواہب، 4/389 تا 390 (21) مسند امام احمد، 40/441، حدیث: 24380 (22) مجمع الزوائد، 9/389، حدیث: 15319 (23) ترمذی، 5/471، حدیث: 3910 (24) مراۃ المناجیح، 8/505 ملتقطاً (25) مستدرک، 5/13، رقم: 6792 (26) الاصابہ، 8/233 (27) سیرتِ مصطفیٰ، ص661 (28) سیر اعلام النبلاء، 3/466 (29) زرقانی علی المواہب، 4/390 (30) سننِ کبریٰ للبیہقی، 7/694، حدیث: 15427 (31) بہارِ شریعت، 5/514، حصہ: 16 (32) فتاویٰ ہندیہ، 5/351، 352 ماخوذاً

ایثار

اُمِّ سلمہ عطاریہ مدنیہ (اُمِّ) ملیر کراچی

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: میرے پاس ایک مسکین عورت اپنی دو بیٹیوں کو اٹھائے ہوئے آئی۔ میں نے اسے تین کھجوریں دیں، اس نے ہر ایک کو ایک ایک کھجور دی، پھر جس کھجور کو وہ خود کھانا چاہتی تھی، اس کے بھی دو ٹکڑے کئے اور وہ ان دونوں کو کھلا دی۔ مجھے بہت تعجب ہوا، لہٰذا میں نے نبیِ پاک صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں اس عورت کے ایثار کا بیان کیا تو آپ نے فرمایا: اللہ پاک نے اس (ایثار) کی وجہ سے اس عورت کے لئے جنت کو واجب کر دیا۔ یا (یہ ارشاد فرمایا کہ) اللہ پاک نے اُسے اِس عمل کے سبب جہنم سے آزاد کر دیا۔[1]

دوسروں کی خواہش و حاجت کو اپنی خواہش و حاجت پر ترجیح دینا یعنی دوسروں کے مفاد کو اپنے مفاد پر ترجیح دینا ایثار کہلاتا ہے اور تفسیرِ قرطبی میں ہے: دینی ثواب کے حُصول میں رغبت کے باعث کسی اور کو دُنیاوی چیزوں میں اپنے اوپر ترجیح دینا ایثار کہلاتا ہے۔[2] ایثار سخاوت کی اعلیٰ صورت ہے۔ سخاوت میں اپنی ضرورت کے علاوہ چیز کو خیرات کیا جاتا ہے جبکہ ایثار ضرورت کی چیز کو بھی خیرات کر دینے کا نام ہے جو کہ نفس پر بہت ہی مشکل ہوتا ہے کیونکہ دل تو یہ چاہتا ہے کہ جس چیز کی ضرورت نہ ہو، وہ بھی کسی کو نہ دی جائے، کہیں ایسا نہ ہو کہ مستقبل میں ضرورت پیش آجائے، اگرچہ وہ چیز پڑے پڑے خراب ہی ہو جائے۔ کسی ضرورت مند کو رقم دینے میں بھی یہی سوچ کر حیلے بہانوں سے کام لیا جاتا ہے کہ اگر بعد میں ضرورت پڑ گئی تو کیا ہو گا۔ کچھ خواتین تو اس سے بھی چار ہاتھ آگے ہوتی ہیں کہ دوسروں کی مدد اور ان کے ساتھ خیر خواہی کرنا تو دور کی بات ہے، اپنے مفاد کے لئے دوسروں کے حقوق ضائع کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں جانتیں، حالانکہ یہ سب اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، کیونکہ اسلام تو سخاوت و ایثار کا درس دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمان ہے: جو کسی چیز کی خواہش رکھے، پھر اپنی خواہش کو روک کر اپنے اُوپر (کسی اور کو) ترجیح دے تو اللہ پاک اُسے بخش دیتا ہے۔[3] اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: اے موسیٰ! کوئی شخص ایسا نہیں کہ وہ عمر بھر میں چاہے ایک ہی مرتبہ ایثار کرے اور میں (بروزِ قیامت) اُس سے حساب طلب کرتے ہوئے حیا نہ فرماؤں! اُس کا مقام میری جنت ہے، وہ جہاں بھی چاہے رہے۔[4]

چنانچہ، ہمیں بھی ایثار کا مظاہرہ کرتے رہنا چاہئے، مثلاً ◉ کھانا کھاتے ہوئے کھانے کا اچھا حصہ دوسروں کو دے دیا جائے۔ ◉ بس وغیرہ پبلک ٹرانسپورٹ میں سفر کرتے ہوئے اپنی سیٹ کسی اور کو دے دی جائے۔ ◉ گرمیوں میں پنکھے اور سردیوں میں ہیٹر کے قریب کی جگہ دوسروں کے لئے چھوڑ دی جائے وغیرہ۔ بالفرض ہمیشہ ایثار کرنا اگر مشکل محسوس ہو تو جتنا ہو سکے تھوڑی سی تکلیف برداشت کر کے وقتی لذت کی قربانی دے کر کچھ نہ کچھ ایثار ضرور کرنا چاہیے۔

یاد رہے! ایثار صرف دنیاوی معاملات میں ہوتا ہے، عبادات میں نہیں، لہٰذا ثواب کمانے کے مواقع دوسروں پر ایثار نہ کیے جائیں اور ایثار صرف رضائے الٰہی کے لئے کیا جائے، جس پر ایثار کیا اس سے کسی بھی قسم کے بدلے کی توقع رکھی جائے نہ اس سے ناراض ہو کر ایثار جیسی نیکی کو چھوڑا جائے۔ اللہ پاک ہمیں اخلاص کے ساتھ ایثار کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) مسلم، ص1085، حدیث:6694 ملتقطاً (2) تفسیر قرطبی، جز:18، 21/ (3) کنز العمال، 8/332، جز:15، حدیث:43105 (4) احیاء العلوم، 3/318

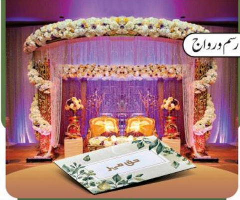

حق مہر

بنتِ منصور عطاریہ مدنیہ
شعبہ حج و عمرہ پاک سطح ذمہ دار

مرد جو مال عورت کو نکاح کے عوض ادا کرتا ہے، اسے مہر کہتے ہیں۔ مہر کا ایسا مال ہونا ضروری ہے جس کی کوئی قیمت ہو اور جو چیز مال نہ ہو وہ مہر نہیں بن سکتی، جیسے تعلیمِ قرآن، نماز اور درودِ پاک وغیرہ۔[1] مہر شرعاً بیوی کا حق ہے جو مرد کے ذمے لازم ہے، چنانچہ دیگر حقوقِ واجبہ کی طرح مہر کو بھی خوش دلی سے ادا کرنا لازم ہے۔ اگر کسی نے نکاح کیا مگر اس کی مہر ادا کرنے کی نیت نہ ہو تو حدیثِ پاک میں ہے کہ ایسا شخص قیامت کے دن بارگاہِ الٰہی میں بدکار شمار ہوگا۔[2] مہر کا مقصد عورت کا مرد کو اپنے نفس پر قادر بنانا ہوتا ہے نہ یہ کہ مہر کی رقم طلاق سے بچانے کے لیے ہوتی ہے جیسا کہ آج کل لوگوں کا ذہن بنتا جارہا ہے یعنی عورت کا حق مہر زیادہ رکھا جاتا ہے تاکہ مرد یہ سوچ کر طلاق دینے سے باز رہے کہ اس نے اتنا مال عورت کو دینا ہوگا۔ نیز بعض جاہل مہر زیادہ ہونے میں سمجھتے ہیں کہ یہ سببِ عزت ہے، حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عورتوں کے مہر میں زیادتی نہ کیا کرو، کیونکہ اگر یہ دنیا میں عزت اور اللہ کے نزدیک پرہیز گاری ہوتا تو اس کے زیادہ حق دار حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم ہوتے۔[3] مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں روئے سخن ان لوگوں سے ہے جو زیادتیِ مہر کو اپنے لیے فخر سمجھتے تھے جیسے آج بھی یوپی، سی پی میں عموماً مسلمان زیادتیِ مہر پر فخر کرتے ہیں، لاکھ سوا لاکھ کا مہر ہوتا ہے حالانکہ دولہا کی حیثیت دو ہزار کی بھی نہیں ہوتی سوچتے ہیں کہ مہر فقط ایک رسم ہے دیتا کون ہے![4]

ادائیگی کے اعتبار سے مہر کی اقسام اس کی تین صورتیں ہیں: (1) وہ مہر جس کی ادائیگی فوراً یعنی خلوت سے پہلے مقرر کی گئی ہو، **مہرِ مُعَجَّل** کہلاتا ہے، اس کی وصولی کے لیے عورت اپنے آپ کو شوہر سے روک سکتی ہے یعنی مطالبہ کر سکتی ہے کہ شوہر خلوت سے پہلے حق مہر ادا کرے اور ایسی صورت میں شوہر کے لیے عورت کو حقِ زوجیت پر مجبور کرنا جائز نہیں۔ (2) وہ مہر جس کی کوئی میعاد مقرر کی گئی ہو، اسے **مہرِ مُؤَجَّل** کہتے ہیں، طے شدہ مدت سے پہلے عورت اس مہر کا مطالبہ نہیں کر سکتی، خواہ میعاد طلاق یا وفات ہی کیوں نہ ہو۔ (3) وہ مہر جسے فوراً ادا کیا گیا ہو نہ اس کی ادائیگی کی کوئی مدت مقرر کی گئی ہو اسے **مہرِ غیرِ مُؤَجَّل** کہتے ہیں، اس میں عُرف کا اعتبار ہوگا، اگر عُرف میں فوری ادا کرنا ہوتا ہو تو فوراً ادا کرنا ہوگا ورنہ بعد میں جب چاہے اور اگر مدت طے نہ ہو تو طلاق یا میاں بیوی میں سے کسی ایک کی وفات کے بعد مہر شوہر کے ذمہ لازم ہوگا۔[5]

مقدار کے اعتبار سے مہر کی اقسام اس اعتبار سے مہر کی چار اقسام ہیں: **اقل مہر** مہر کی کم از کم مقدار دس درہم یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشے چاندی ہے، اس سے کم مہر شرعاً درست نہیں۔[6] نیز نکاح کے وقت مہر میں مقررہ رقم یا سامان کا دس درہم کی قیمت کے برابر ہونا ضروری ہے، اگر بعد میں قیمت بڑھ گئی تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا اور مہر وقتِ نکاح جو طے ہوا تھا وہی دیا جائے گا،[7] مثلاً 10 درہم یا دو تولہ ساڑھے سات ماشے چاندی کی قیمت 25 جولائی 2024 کے مطابق تقریباً 6311 روپے بنتی ہے مگر ادائیگی کے وقت قیمت زیادہ ہوگئی تو بھی 6311 ہی دیئے جائیں گے بعد میں ہونے والے اضافے کا اعتبار نہ ہوگا۔

مہرِ مثل لڑکی کے خاندان کی وہ لڑکیاں جو مال، جمال، عمر، دین، عقل، زمانہ، شہر، کنواری اور بیوہ یا مُطَلَّقَہ وغیرہ ہونے نہ

ہونے میں اس کے برابر ہوں ان کا مہر اس کے لئے مہرِ مثل کہلاتا ہے، لڑکی کی ماں کا مہر اس کے لئے مہرِ مثل نہیں جبکہ وہ دوسرے گھرانے کی ہو۔[8] اگر نکاح میں مہر کا ذکر ہی نہ ہوا یا بلا مہر نکاح کیا یا پھر مہر میں ایسی چیز رکھی گئی جو مالِ مُتَقَوَّم نہیں مثلاً تعلیمِ قرآن یا علمِ دین سکھانے کو مہر بنایا گیا تو ان تمام صورتوں میں نکاح ہو جائے گا مگر مہرِ مثل واجب ہوگا۔[9] کیونکہ عورت کا اصل حق مہرِ مثل ہے،[10] تاہم فریقین کو باہمی رضامندی سے کمی یا زیادتی کا بھی اختیار ہوتا ہے۔

مہرِ مسمّی فریقین باہمی رضامندی سے جو بھی مہر طے کریں اسے مہرِ مسمّی کہتے ہیں، بشرطیکہ وہ دس درہم سے کم نہ ہو اور زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ البتہ! اس معاملے میں لڑکے کی حیثیت کو مدِّ نظر رکھنا چاہئے یعنی مرد کی حیثیت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے اتنا مہر مقرر کیا جائے کہ وہ آسانی سے ادا کر سکے۔ اتنا بھاری اور زیادہ مہر مقرر نہ کیا جائے کہ پہنچ سے باہر ہو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: بڑی برکت والی وہ عورتیں ہیں کہ جن کے مہر آسان ہوں۔[11] البتہ بہت زیادہ مہر مقرر کرنے کے سبب لڑکی والوں پر کوئی گناہ بھی نہیں۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: حیثیت سے زائد مہر نامناسب ہے، کوئی گناہ نہیں جس پر مواخذہ (پکڑ) ہو۔[12]

مہرِ فاطمی مہر کی وہ مقدار جو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے مقرر فرمائی مہرِ فاطمی کہلاتی ہے۔ یہ مہر 400 مثقال چاندی تھا یعنی 150 تولہ چاندی اور گرام کے حساب سے اس کا وزن تقریباً پونے دو کلو بنتا ہے۔[13] جبکہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے خود جس قدر نکاح فرمائے تو ان میں سے اکثر بیبیوں کا حقِ مہر 500 درہم تھا۔

مہر کے علاوہ دیگر مطالبات اگر کوئی نکاح کے وقت مزید کچھ ایسی شرائط و مطالبات کرے جو نکاح کے بدلے میں ہوں تو یہ جائز نہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: یہ روپے جو (نکاح میں دینے کے بدلے) باندھے گئے ہیں محض رشوت و حرام ہیں، نہ ان کا کھانا جائز، نہ بانٹ لینا جائز، نہ مسجد میں لگانا جائز، بلکہ لازم ہے کہ جس شخص سے لئے ہیں اسے واپس دیں۔[14]

مہر معاف کروانا دورِ حاضر میں یہ بات عام ہوتی جارہی ہے کہ پہلی رات ہی مرد حضرات اپنا مہر عورت سے معاف کروالیتے ہیں، اگر عورت معاف کر دے تو اسے گھر بسانے والی خیال کرتے ہیں اور اگر نہ کرے تو اس کو گھر نہ بسانے سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ درست نہیں، کیونکہ عورتوں کو اگرچہ یہ اختیار ہے کہ وہ اپنے شوہروں کو مہر کا کوئی جز وہبہ کریں یا کُل مہر مگر مہر بخشوانے کے لیے انہیں مجبور کرنا، ان کے ساتھ بد خلقی کرنا نہ چاہئے، کیونکہ اللہ پاک نے طِبْنَ لَکُمْ فرمایا جس کے معنیٰ ہیں: دل کی خوشی سے معاف کرنا۔[15] یعنی مہر معاف ہونے کے لیے عورت کی رضامندی ضروری ہے، جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: عورت نے اپنا حق مہر معاف کر دیا تو یہ ٹھیک ہے، بشرطیکہ اس کی مکمل رضامندی ہو، یہاں تک کہ اگر مجبور ہو کر معاف کیا تو معاف نہ ہوگا۔[16] نیز جس عورت نے اپنی خوشی سے حق مہر معاف کر دیا تو اب وہ شوہر سے دوبارہ حق مہر کا مطالبہ نہیں کر سکتی۔ البتہ! یہ مسئلہ ضرور ذہن نشین رہے کہ اگر حق مہر میں کوئی معین چیز مثلاً زمین یا کوئی اور سامان طے کیا، تو اب مہر معاف کرنے سے معاف نہیں ہوگا کہ عین چیز میں معافی درست نہیں، لہٰذا اس صورت میں عورت کو مطالبہ کا حق باقی رہے گا۔[17]

---

(1) بہار شریعت، 2/65، حصہ: 7 ماخوذاً (2) مصنف ابن ابی شیبہ، 9/405، حدیث: 17699 (3) ترمذی، 2/361، حدیث: 1117 (4) مراۃ المناجیح، 5/68 (5) فتاویٰ اہلسنت غیر مطبوع، فتویٰ نمبر WAT-830 (6) بہار شریعت، 2/64، حصہ: 7 ملخصاً (7) بہار شریعت، 2/64، حصہ: 7 مفہوماً (8) بہار شریعت، 2/71، حصہ: 7 ملخصاً (9) بہار شریعت، 2/65، 66، حصہ: 7 ملخصاً (10) بدائع الصنائع، 2/605 مفہوماً (11) مستدرک، 2/532، حدیث: 2786 (12) فتاویٰ رضویہ، 12/177 (13) فتاویٰ رضویہ، 12/135، 136 (14) فتاویٰ رضویہ، 23/538 (15) تفسیر خزائن العرفان، ص 153 (16) فتاویٰ ہندیہ، 1/313 (17) فتاویٰ اہلسنت غیر مطبوعہ، فتویٰ نمبر 2311

کفایت شعاری

اُمِّ انس
رکن انٹرنیشنل افیئرز ڈیپارٹمنٹ

کفایت کا مطلب ہے **کافی ہونا** اور شعار کا معنی ہے **طریقہ**، یعنی ایسا طریقہ و انداز اختیار کرنا جو ضرورتوں کو کافی ہو یا پھر غیر ضروری اخراجات سے پرہیز کرنا کفایت شعاری ہے۔ کیونکہ ضرورت سے زیادہ خرچ اسراف اور کم خرچ بخل کہلاتا ہے، جبکہ ان دونوں حالتوں کے درمیان رہتے ہوئے جب جہاں اور جتنا خرچ کرنا ضروری ہو اتنا خرچ کرنا کفایت شعاری کہلاتا ہے۔ قرآنِ پاک میں اللہ کریم نے اپنے نیک بندوں کی ایک صفت یہ بھی بیان فرمائی ہے: **وَالَّذِیْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَكَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا** (پ19، الفرقان: 67) ترجمہ: اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ حد سے بڑھتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان اعتدال سے رہتے ہیں۔

پُرسکون اور مطمئن زندگی گزارنے کے لیے کفایت شعاری بہت ضروری ہے، گھر ہو، تنظیم یا ادارہ ہو یا پھر کوئی ملک اگر اس کی معیشت میں کفایت شعاری نہ ہو تو بے سکونی اور بربادی اس کا مقدر ہوتی ہے۔ دورِ حاضر میں کفایت شعاری بہت کم رہ گئی ہے جس کی وجہ سے ہر ایک پریشان ہے اور گویا یہ کہتا نظر آرہا ہے کہ **گزارا نہیں ہوتا**، حالانکہ اگر دیکھا جائے تو بنیادی ضروریات سب کی پوری ہو رہی ہیں، ہاں خواہشات کی دنیا بہت وسیع ہے۔ دنیا میں کسی بھی انسان کی ہر خواہش پوری نہیں ہوتی۔ مشہور کہاوت ہے کہ ضرورت تو فقیر کی بھی پوری ہو جاتی ہے لیکن خواہش بادشاہ کی بھی پوری نہیں ہوتی۔ بلکہ بزرگوں کا کہنا ہے کہ تین لوگوں کی خواہشات کبھی پوری نہیں ہوتیں: (1) بچہ (2) عورت اور (3) بادشاہ۔

ہم بادشاہ تو نہیں لیکن ہمارے بچے ہیں اور ہم خود بھی عورتیں ہیں۔ گھر کا نظام سنبھالنا، بچے پالنا اور ان کی ضروریات پوری کرنا اکثر عورتوں کے ذمہ ہوتا ہے، اپنی لامحدود خواہشات کا اندازہ ہم خود کر سکتی ہیں۔ سمجھ دار ہے وہ عورت جو اپنے مرد کی کمائی کے حساب سے اپنے گھر کی ضروریات اچھے طریقے سے پوری کرنے میں کامیاب ہو جائے اور ضرورت پڑنے پر معاشی طور پر بھی کچھ نہ کچھ اس کی مدد گار بنے۔ اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا ارشاد ہے: خرچ میں میانہ روی آدھی زندگی ہے۔[1] کیونکہ خوش حالی کا دار و مدار دو چیزوں پر ہے: کمانا، خرچ کرنا مگر ان دونوں میں خرچ کرنا بہت ہی کمال ہے، کمانا سب جانتے ہیں خرچ کرنا کوئی کوئی جانتا ہے، جسے خرچ کرنے کا سلیقہ آگیا وہ ان شاء اللہ ہمیشہ خوش رہے گا۔[2]

یہ جاننا ایک خوبی ہے کہ آمدنی کو کب کیسے اور کہاں خرچ کرنا ہے؟ اس خوبی کی مالک خواتین اکثر خوشحال ہوتی ہیں جو دوسروں پر کبھی بوجھ نہیں بنتیں، بلکہ کم آمدنی میں بھی اچھے طریقے سے گزارا کر لیتی ہیں اور کسی سے قرض بھی نہیں لیتیں، جبکہ اس کے برعکس شاہ خرچ اور بغیر سوچے سمجھے خرچ کرنے والیاں کثیر آمدنی کے باوجود بھی اکثر پریشان رہتیں اور گھر چلانے کے لیے قرض کا سہارا لیتی نظر آتی ہیں۔ حالانکہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا ارشاد پاک ہے: جس نے میانہ روی اختیار کی کبھی محتاج نہیں ہو گا۔[3] ایک اور روایت کے مطابق اللہ پاک اس کو غنی کر دے گا۔[4] چنانچہ کفایت شعاری کی اسی اہمیت کی وجہ سے امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اپنے پاس موجود مال میں حُسنِ تدبیر (یعنی کفایت شعاری) سے کام لینا اور لوگوں

سے بے نیاز ہو جانا۔[5]

خواتین اگر کفایت شعار بن جائیں تو گھروں سے بے سکونی ختم ہو جائے اور ہر گھر امن و خوشحالی کا گہوارہ بن جائے۔ مگر افسوس! آج کے دور میں نمود و نمائش بے جا فیشن کے نام پر اخراجات بڑھ ہو گئے ہیں، کیونکہ بعض خواتین کہتی ہیں کہ جو جوڑا فلاں تقریب میں پہنا تھا وہ دوبارہ نہیں پہننا، لوگ کیا کہیں گے! یعنی ہر تقریب میں نیا جوڑا، سینڈل اور جیولری پھر اس پر بیوٹی پارلر میں سجنا بہت ضروری سمجھا جانے لگا ہے۔ حالانکہ پہلے زمانے میں تو دلہنیں بھی گھر پر ہی تیار ہوتی تھیں جبکہ آج عام خواتین جو دلہن ہوتی ہیں نہ دلہن کی بہنیں، وہ بھی پارلر سے تیار ہونا ضروری سمجھتی ہیں اور بعد میں شکایات کرتی دکھائی دیتی ہیں کہ ہاتھ بہت تنگ ہے۔

خواتین کو چاہئے کہ وہ اپنی فضول خرچی اور دکھاوے کو چھوڑ دیں، کھانا اتنا ہی پکائیں جتنی حاجت ہو، سادگی اپنائیں اور خواہ مخواہ گھر کی سجاوٹ پر توجہ دیں نہ ہر سال سجاوٹ کی تبدیلی پر زور دیں، بلکہ اپنا یہ ذہن بنالیں کہ لوگ ہمیں کچھ دے سکتے ہیں نہ ہم سے کسی حال میں خوش ہو سکتے ہیں، اس لیے ان کی پرواچھوڑ دیں اور کفایت شعاری اپنائیں کہ اس میں سکون بھی ہے اور وقت و پیسوں کی بچت بھی۔ مشہور مقولہ ہے: عورت کی کفایت شعاری مرد کو بادشاہ بنا دیتی ہے۔

کفایت شعاری کے فوائد کفارت شعاری میں برکت اور دلی سکون ہے، یہ شرمندگی، مال حرام کمانے اور بے جا خواہشات سے بچاتی، قرض کی لعنت سے محفوظ رکھتی، زندگی میں توازن برقرار رکھتی اور خرچ کا سلیقہ سکھاتی ہے۔ اسی طرح یہ عادت ریاکاری و دکھاوے سے بچاتی، خود پسندی سے نجات دلاتی اور راہِ اعتدال بھی دکھاتی ہے۔

کفایت شعاری کیسے اپنائیں؟ ❁ کفایت شعاری کا ذہن بنانے کے لیے احادیث میں مذکور اس کے فضائل و فوائد پر غور کیجئے، نیز صحابیات طیبات بالخصوص امہات المومنین رضی اللہ عنہن اور خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی سیرت کا مطالعہ کیجئے۔ ❁ گھر کا بجٹ سوچ سمجھ کر بنائیے۔ ❁ بازاری کھانے مہنگے اور صحت کے لیے نقصان دہ بھی ہوتے ہیں، لہٰذا گھر میں ہی کھانا پکانے کی عادت ڈالئے۔ ❁ سردی گرمی کے کپڑوں کا خیال رکھتے ہوئے ان کو اگلے موسم کے لیے احتیاط سے رکھ دیجئے۔ ❁ بجلی کے استعمال میں بہت زیادہ احتیاط فرمائیے۔ ❁ کپڑوں کی سلائی گھر میں خود کرنے کی عادت ڈالیے۔ ❁ بچوں کو بھی خرچ میں احتیاط کا ذہن دیجئے، ان کو بھی گھر ہی میں کھانے بنا کر دیجئے، کولڈ ڈرنک، آئس کریم وغیرہ کا استعمال ہے تو بند یا بالکل کم کر دیجئے۔ ❁ تھوڑی ہی دور جانا ہو تو پیدل چل کر جائیے کہ صحت بھی اچھی رہے گی اور خرچ بھی بچے گا۔ ❁ کچھ نہ کچھ رقم بچانے کی عادت اپنائیے تاکہ کبھی ایمرجنسی یا اچانک مہمانوں کی آمد کی صورت میں خرچ کی جا سکے۔ ❁ بہت مہنگے اور برانڈڈ آئٹمز کی جگہ ملکی پراڈکٹس استعمال کیجئے۔

پھل، دیسی گھی، زیتون کا تیل استعمال کریں تاکہ صحت مند رہیں۔ بعض لوگ گھر کی سجاوٹ اور اوڑھنے پہننے میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں اور کھانے پینے میں کنجوسی کرتے ہیں۔ اگر آپ کفایت شعاری سے چلیں گی تو اچھی غذا کھا سکیں گی اور رب کی عبادت و دینی کاموں کے لیے قوت ملے گی۔ نیز حقوق العباد کی ادائیگی اچھی طرح ہو سکے گی۔

یہ موضوع کافی وسیع ہے۔ اگر ہر عورت اس پر سوچ بچار کر کے بجٹ کے حساب سے خرچ کا شیڈول بنا کر اس پر عمل کرے گی تو ان شاء اللہ کافی سہولت والی زندگی گزارے گی۔ اللہ پاک ہمیں کنجوسی سے بچائے، بے جا خرچ سے محفوظ رکھے اور اپنی رضا کے کام کرنے کی سعادت نصیب کرے۔

اٰمین بجاہِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

❶ معجم اوسط، 5/108، حدیث: 6744 ❷ مراۃ المناجیح، 6/634 ❸ معجم اوسط، 5/77، حدیث: 6627 ❹ اتحاف السادۃ، 10/253 ❺ امام اعظم کی وصیتیں، ص32

فضول خرچی

(نئی رائٹرز کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ دو مضمون 26ویں تحریری مقابلے سے منتخب کر کے ضروری ترمیم و اضافے کے بعد پیش کئے جا رہے ہیں۔)

بنتِ عدنان
(طالبہ: تخصص فی الفقہ جامعہ حبیبیہ دھوراجی کراچی)

فضول خرچی یا اسراف سے مراد ہے کہ جس جگہ شرعاً، عادۃً یا مروۃً خرچ کرنا منع ہو وہاں خرچ کرنا مثلاً فسق و فجور و گناہ والی جگہوں پر خرچ کرنا، اجنبی لوگوں پر اس طرح خرچ کرنا کہ اپنے اہل و عیال کو بے یار و مددگار چھوڑ دینا۔(1) فضول خرچی کی مذمت سے متعلق اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۟ (پ8، الاعراف: 31) ترجمہ: اور حد سے نہ بڑھو بیشک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

فضول خرچی کا حکم اِسراف و فضول خرچی خلافِ شرع ہو تو حرام اور خلافِ مروت ہو تو مکروہِ تنزیہی ہے۔(2)

آج کل فضول خرچی عام ہے۔ انسان کو اپنی چادر دیکھ کر پاؤں پھیلانے چاہئیں۔ لیکن بعض خواتین بہت زیادہ فضول خرچی کرتی ہیں اور پھر اس بات کا رونا روتی ہیں کہ ہمارے اخراجات پورے نہیں ہوتے، شوہر کی سیلری کم پڑ جاتی ہے، مہینے کے آخر میں تو ہمارا گزارا کرنا مشکل ہو جاتا ہے، حالانکہ جب ان سے پوچھا جائے کہ آپ نے ماہانہ آمدن کو کہاں خرچ کیا؟ تو بہت ساری چیزیں ایسی سامنے آتی ہیں جن پر خرچ کرنے کی حاجت نہ ہونے کے باوجود بھاری رقم خرچ کی گئی ہوتی ہے، مثلاً بلاوجہ روم کی ڈیکوریشن اور فرنیچر وغیرہ تبدیل کرنا، ایک چیز بالکل صحیح سلامت ہونے کے باوجود نیا لینا، پیسے نہ ہونے کے باوجود دکھاوے کے لیے شادی کے موقع پر بے جا رقم خرچ کرنا وغیرہ۔ اسی طرح بعض خواتین ہر سال صرف شوق کے لیے کثیر رقم خرچ کر کے اپنے گھر کی چیزیں تبدیل کرتی ہیں، حالانکہ نہ اس کی کوئی ضرورت ہوتی ہے اور نہ وہ چیز خراب ہوئی ہوتی ہے۔ یونہی جب بات آئے خریداری کی تو ایک سوٹ 2000 میں مل سکتا ہے لیکن برانڈ لینے کے چکر میں وہی سوٹ 10 ہزار میں بھی لے لیتی ہیں۔

بعض بد مذہب اور بے دین لوگ بھلائی کے کاموں میں خرچ کرنے کو بھی فضول خرچی قرار دیتے ہیں، مثلاً جشنِ میلاد النبی کے موقع پر چراغاں ہو یا قربانی کے لیے مہنگا جانور خریدنا اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ یہ سب فضول خرچی ہے، اتنا پیسہ کسی غریب کو دے دو، کسی بیوہ کی مدد کر دو یا کسی غریب بچی کی شادی کر دو، حالانکہ یہی لوگ جب اپنے گھروں میں ہونے والی شادیوں کے موقع پر لاکھوں کی لائٹنگ کرتے ہیں، بے جا ناجائز رسومات پر بھاری رقم خرچ کرتے ہیں لیکن ان کے نزدیک وہ فضول خرچی نہیں کہلاتی، اس وقت کوئی غریب و یتیم بچیوں کی شادی یاد نہیں آتی۔ یہ کیسا انصاف ہے! اور یہ کیسی زبردستی کی ہمدردی!

ایسے لوگوں کو یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہیے کہ لَا خَيْرَ فِي الْإِسْرَافِ وَلَا إِسْرَافَ فِي الْخَيْرِ یعنی اسراف میں کوئی بھلائی نہیں اور بھلائی کے کاموں میں کوئی اسراف نہیں۔(3) بات یہی ہے کہ کڑوے لوگوں کو میٹھی باتیں سمجھ نہیں آتیں، جس کے دل و دماغ پر بد مذہبی کا وائرس ہو اس کو یہ پیاری باتیں سمجھ نہیں آتیں۔

اس کے برعکس جن کے دل محبتِ خدا اور سول سے سرشار ہوں اور جن کے سر احکاماتِ الٰہیہ کے آگے خم ہوں وہ ان

کاموں میں خرچ کرنے کو اپنی سعادت جانتے ہیں۔ وہ لوگ نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ کنجوسی بلکہ خرچ کرنے کی جگہ خرچ کرتے ہیں اور ایسی جگہ جہاں خرچ کرنے کی ضرورت نہ ہو وہاں فضول خرچ کر کے اپنے مال کو برباد نہیں کرتے۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ کفایت شعاری اپنائے کہ کفایت شعاری خوشحال زندگی گزارنے کا بہترین ذریعہ اور فضول خرچی بربادی کا پیش خیمہ ہے۔ اللہ پاک تمام مسلمانوں کو فضول خرچی سے بچنے اور کفایت شعاری اپنانے کی سعادت نصیب فرمائے۔

اٰمین بجاہِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم

اُمِّ معاویہ
(جامعۃ المدینہ فیضانِ عائشہ صدیقہ لالہ موسیٰ)

قرآنِ کریم اور احادیثِ طیبہ میں فضول خرچی کی سخت ممانعت اور مذمت بیان کی گئی ہے۔ نیز اس کے سبب معاشرے میں ظاہر ہونے والے بھیانک اثرات اور برے نتائج کو بھی بیان کیا گیا۔ دینِ اسلام دنیا کا وہ واحد مذہب ہے جو ہر شعبے میں سادگی و میانہ روی کو پسند کرتا ہے اور فضول خرچی و عیش و عشرت سے منع کرتا ہے۔

قرآنِ پاک میں فضول خرچی کے لیے **اسراف** اور **تبذیر** کے الفاظ استعمال فرمائے گئے ہیں۔

اسراف اور تبذیر میں فرق ایک قول کے مطابق اسراف اور تبذیر دونوں ایک ہی معنی میں ہیں یعنی ناحق خرچ کرنا، جبکہ دوسرے قول کے مطابق تبذیر خاص گناہوں میں مال برباد کرنے کا نام ہے اور اسراف کے لغوی معنی ہیں: بے موقع و بے جا خرچ کرنا اور خرچ کرنے میں حد سے گزر جانا۔[1]

فضول خرچی کا حکم اسراف اگر خلافِ شرع ہو تو حرام ہے اور اگر خلافِ مروت ہو تو مکروہِ تنزیہی۔[2]

اللہ پاک نے اسراف سے منع فرمایا ہے اور ایسوں سے اپنی ناراضی کا اظہار فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا: وَ لَا تُسْرِفُوْاؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ(۱۴۱) (پ8، الانعام: 141) ترجمہ: اور فضول خرچی نہ کرو بیشک وہ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔[3]

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے بھی اسراف و فضول خرچی کی سخت ممانعت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ہر اس چیز کو کھا لینا جس کا دل کرے یہ اسراف ہے۔[5]

وضو جیسے ثواب کے کام میں بھی اسراف کرنے سے منع فرمایا، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، وہ وضو کر رہے تھے تو ارشاد فرمایا: اے سعد! یہ اسراف کیسا؟ عرض کی: کیا وضو میں بھی اسراف ہے؟ فرمایا: ہاں! اگرچہ تم بہتی نہر پر ہو۔[6]

اگر کوئی شخص اپنا سارا مال اس کے مصرف میں خرچ کر دے تو وہ فضول خرچی کرنے والا نہیں کہلائے گا لیکن اگر کوئی ایک درہم بھی ناجائز کام میں خرچ کرتا ہے تو وہ فضول خرچی کرنے والا ہی ہو گا۔

فضول خرچی کرنے والے کو شیطان کا بھائی کہا گیا ہے، کیونکہ وہ شیطان کے راستے پر چلتا ہے۔ اللہ پاک نے اس کو مال دیا کہ وہ اس کی اطاعت والے کاموں میں خرچ کرے اور وہ اس کی بجائے رب کی نافرمانی والے کاموں میں خرچ کر کے اس کی ناشکری کرتا ہے۔

اسراف کے اسباب بسا اوقات انسان اپنی لاعلمی و جہالت کی وجہ سے اسراف جیسا حرام کام کر گزرتا ہے اور کبھی غرور و تکبر اور فخر کے باعث یہ کام کرتا ہے، ان اسباب پر غور کر کے ان کو دور کرنے کی کوشش کی جائے تو اسراف جیسے حرام کام سے بچا جا سکتا ہے۔ اللہ پاک ہمیں فضول خرچی کی عادت سے بچائے اور دین و دنیا کے تمام معاملات میں میانہ روی اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) حدیقہ ندیہ، 2/ 28 (2) حدیقہ ندیہ، 2/ 28، 29 (3) تفسیر کشاف، 3/ 293 (4) حدیقہ ندیہ، 2/ 28، 29 (5) ابن ماجہ، 4/ 49، حدیث: 3352 (6) ابن ماجہ، 1/ 254، حدیث: 425

تحریری مقابلہ

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ خواتین کے 27 ویں تحریری مقابلے میں موصول ہونے والے 239 مضامین کی تفصیل یہ ہے:

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
حضور کی اپنی ازواج سے محبت	73	فضول خرچی	122	ذورحم رشتے داروں کے 5 حقوق	43

مضمون بھیجنے والیوں کے نام

حضور کی اپنی ازواج سے محبت اسلام آباد: جی سیون 3: بنت صلاح الدین۔ حافظ آباد: کالیکی منڈی: بنت انصر علی۔ خوشاب: قائد آباد: بنت محمد اسد خان۔ رحیم یار خان: رحمت کالونی: بنت سید ذو الفقار علی۔ سیالکوٹ: تلواڑہ مغلاں: بنت اللہ دتہ، بنت جاوید، بنت رانا محمد سجاد، بنت عارف حسین، بنت محمد ارشد، بنت محمد اسلام، بنت مدثر، بنت منیر احمد، بنت ناصر محمود، بنت نصیر احمد، بنت وسیم علی، خوشبوئے مدینہ۔ شفیع کا بھٹہ: بنت اورنگزیب، بنت آصف اقبال، بنت امجد پرویز وڑائچ، بنت انتظار حسین، بنت بابر، بنت خوشی محمد، بنت دلاور حسین، بنت راشد، بنت ساجد، بنت سعید، بنت سلیمان، بنت شبیر، بنت شمس پرویز، بنت شہباز احمد، بنت صغیر احمد، بنت عارف محمود، بنت عبد الماجد، بنت عرفان، بنت محمد آصف، بنت محمد احسن، بنت محمد اشفاق، بنت محمد اصغر مغل، بنت محمد امین، بنت محمد جمیل، بنت محمد ذو الفقار علی، بنت محمد سجاد، بنت محمد طارق، بنت محمد عابد، بنت محمد غفور، بنت محمد ندیم، بنت محمد یعقوب، بنت نواز، بنت کاشف شیر از، بنت ہمایوں، ہمشیرہ احسان الٰہی، ہمشیرہ احمد رضا، ہمشیرہ حافظ زین، ہمشیرہ محمد حامد۔ مظفر پورہ: بنت آصف محمود، بنت افضل، بنت طارق، بنت عابد، بنت غلام میراں، بنت محمد شہباز، بنت محمد لطیف عمران، بنت محمد نواز، بنت محمود احمد، بنت گلزار احمد، بنت یاسر، بنت ارشد علی۔ پاکپورہ: بنت سید ابرار حسین۔ گلبہار: ام مشکوۃ۔ فیصل آباد: چباں: بنت ارشد محمود۔ ملتان: قادر پورہ: بنت محمد اسحاق۔ ملتان: کوہی والا: بنت اکرم۔ کراچی: بنت رحمت علی۔ دھوراجی: بنت محمد عدنان۔

فضول خرچی اٹک: حضرو: بنت محمد ایوب۔ سیالکوٹ: تلواڑہ مغلاں: بنت اسلم، بنت رزاق احمد، بنت سائیں منگا، بنت شمس الدین، بنت غلام عباس، بنت فیصل مجید، بنت فیصل، بنت مطیع الرحمن۔ شفیع کا بھٹہ: بنت اشرف، بنت اشفاق احمد، بنت اصغر علی، بنت افتخار احمد، بنت امجد فاروق، بنت بابر، بنت تنویر، بنت جاوید اقبال، بنت جہانگیر، بنت خالد حسن، بنت خلیل احمد، بنت خوشی محمد، بنت ذو الفقار انور، بنت راشد محمود، بنت رحمت علی، بنت رضا، بنت رفاقت حسین، بنت سرمد، بنت سید عاشق حسین شاہ، بنت شبیر احمد زیدی، بنت شبیر احمد، بنت شفاقت علی، بنت طارق محمود، بنت طارق نذیر، بنت طاہر محمود، بنت ظہیر احمد، بنت عارف

محمود، بنت عبد الرزاق، بنت عبد المجید، بنت عثمان علی، بنت عرفان، بنت غلام حیدر، بنت غلام رسول، بنت محمد ارشد، بنت محمد اشرف، بنت محمد اشفاق، بنت محمد اعجاز، بنت محمد اقبال، بنت محمد امجد، بنت محمد انور، بنت محمد اکرم، بنت محمد بشیر، بنت محمد بوٹا، بنت محمد خالد، بنت محمد رمضان، بنت محمد سجاد احمد، بنت محمد سلیم چوہدری گجر، بنت محمد سلیم، بنت محمد شاہد، بنت محمد شبیر، بنت محمد شریف، بنت محمد شفیق، بنت محمد شمس، بنت محمد شکیل، بنت محمد عارف، بنت محمد عمران، بنت محمد نعیم، بنت محمد وسیم، بنت محمد یوسف، بنت مقصود احمد، بنت ناصر علی، بنت ناصر محمود، بنت ناہید، بنت ندیم جاوید، بنت نعیم احمد، بنت نوید احمد، بنت کرامت، بنت گلزار احمد، بنت محمد اکرم، ہمشیرہ احد رضا، ہمشیرہ امیر حمزہ، ہمشیرہ حافظ اسامہ بن امین، ہمشیرہ حیدر علی، ہمشیرہ عبد القدوس، ہمشیرہ علی حسن، ہمشیرہ علی حسنین، ہمشیرہ عمر جٹ، ہمشیرہ فیصل الرحمن، ہمشیرہ محمد احمد، ہمشیرہ محمد اسماعیل، ہمشیرہ محمد بلال بغدادی، ہمشیرہ محمد حسین، ہمشیرہ محمد شہراز حسن، ہمشیرہ محمد منیب۔ **مظفر پورہ:** بنت آصف محمود، بنت ارشد علی، بنت خلیل احمد، بنت سلیم، بنت طارق، بنت عابد، بنت محمد الیاس، بنت محمد شہباز، بنت محمد لطیف عمران، بنت محمد نواز، بنت نعیم احمد، ہمشیرہ محمد سفیان۔ **پاکپورہ:** بنت میاں محمد یوسف قمر۔ **گلبہار:** بنت اطہر، بنت جبار، بنت حیدر، بنت رشید، بنت رضوان، بنت طارق محمود، بنت ظہور الٰہی، بنت غلام حیدر، بنت محمد شہباز۔ **فیصل آباد: چباں:** بنت محمد وسیم۔ **لالہ موسیٰ:** ام معاویہ۔ **ملتان: کوہی والا:** بنت محمد علی۔ **کراچی: دھوراجی:** بنت محمد عدنان۔ **نارتھ کراچی:** بنت محمد فہیم کھتری۔ **گجرات: سوک کلاں:** بنت شہباز۔ **گجرانوالہ: کامونکی:** بنت منیر احمد۔

ذور حم رشتہ داروں کے 5 حقوق **سیالکوٹ: تلواڑہ مغلاں:** اخت عبد الاحد، بنت جنید رضا۔ **شفیع کا بھٹہ:** بنت طاہر، بنت اشفاق، بنت انعام اللہ، بنت اکرام، بنت خالد پرویز، بنت رزاق بٹ، بنت شمس، بنت عبد القادر، بنت عتیق، بنت غلام مصطفٰے، بنت فضل الٰہی، بنت محمد اشفاق، بنت محمد جعفر، بنت محمد جہانگیر، بنت محمد حبیب، بنت محمد خلیل، بنت محمد رمضان، بنت محمد ریاض، بنت محمد شکیل، بنت محمد شہباز، بنت محمد فرید، بنت محمد یوسف، بنت ممتاز، ہمشیرہ آصف مغل، ہمشیرہ بلال حبیب، ہمشیرہ جواد احمد، بنت اویس۔ **مظفر پورہ:** بنت آصف محمود، بنت ارشد علی، بنت ارشد، بنت ظفر اقبال، بنت محمد شہباز، بنت محمد طارق، بنت محمد عمران، بنت محمد لطیف عمران، بنت محمد نواز۔ **پاکپورہ:** بنت معراج۔ **گلبہار:** بنت سجاد حسین، بنت طارق محمود، بنت فیاض احمد۔ **گجرات: سوک کلاں:** بنت مظہر۔

ذور حم رشتے داروں کے 5 حقوق

بنتِ طاہر

(درجہ: خامسہ، جامعۃ المدینہ گرلز فیضانِ اُمِّ عطار شفیع کا بھٹہ سیالکوٹ)

اللہ پاک نے ہمیں رشتے داروں، یتیموں اور بے سہاروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ پارہ 21 سورۃ الروم کی آیت نمبر 38 میں ارشادِ باری ہے:

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِؕ-ذٰلِكَ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ٘-وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ(۳۸)

ترجمہ: تو رشتے دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو بھی۔ یہ ان لوگوں کیلئے بہتر ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

اس آیتِ مبارکہ سے واضح طور پر صلہ رحمی کا حکم ثابت ہوا کہ اللہ کریم نے رشتے داروں کا حق ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ نیز رشتے داروں سے اچھا سلوک کرنے کا ثواب نہ صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی ملے گا۔

صلہ رحمی کی تعریف

صلہ کا لغوی معنٰی ہے: کسی بھی قسم کی بھلائی اور احسان کرنا۔(1) اور رحم سے مراد رشتے داری ہے۔(2)

بہارِ شریعت میں ہے:

صلہ رحم کے معنی رشتے کو جوڑنا ہے یعنی رشتہ والوں کے ساتھ نیکی اور سلوک (بھلائی) کرنا۔

ساری اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ صلہ رحم واجب ہے اور قطعِ رحم حرام ہے، جن رشتہ والوں کے ساتھ صلہ واجب ہے وہ کون ہیں؟

بعض علمانے فرمایا: وہ ذو رحم محرم ہیں اور بعض نے فرمایا: اس سے مراد ذو رحم ہیں، محرم ہوں یا نہ ہوں۔ اور ظاہر یہی قولِ دوم ہے۔

احادیث میں مطلقاً رشتہ والوں کے ساتھ صلہ کرنے کا حکم آتا ہے۔ قرآنِ مجید میں مطلقاً ذَوِی الْقُرْبٰی فرمایا گیا مگر یہ بات ضرور ہے کہ رشتہ میں چونکہ مختلف درجات ہیں، صلہ رحم کے درجات میں بھی تفاوت (فرق) ہوتا ہے۔ والدین کا مرتبہ سب سے بڑھ کر ہے، ان کے بعد ذو رحم محرم کا، ان کے بعد بقیہ رشتہ والوں کا علیٰ قدرِ مراتب۔[3]

صلہ رحمی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ قرآنِ پاک میں اللہ پاک نے تقویٰ اختیار کرنے کے ساتھ ہی صلہ رحمی کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ (پ4، النسآء: 1) ترجمہ: اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتوں (کو توڑنے سے بچو۔)

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ کریم نے رشتوں کا لحاظ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ رشتے داری کی اس قدر اہمیت ہے کہ اللہ کریم نے قرآنِ کریم میں کہیں رشتوں کے حقوق کا خیال رکھنے اور کہیں رشتوں کا لحاظ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ آیئے! رشتے داری کی اہمیت پر چند احادیثِ مبارکہ پڑھتی ہیں:

- رشتے جوڑنا گھر والوں میں محبت، مال میں برکت اور عمر میں اضافہ کرتا ہے۔[4]
- جو چاہے کہ اس کے رزق میں کشادگی دی جائے اور اس کی موت میں دیر کی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے۔[5]
- رشتہ کاٹنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔[6]

جس طرح رشتے داروں کے حقوق کا خیال رکھنے کی بہت تاکید کی گئی ہے اسی طرح رشتے توڑنے والوں کے لیے بھی بہت وعیدیں آئی ہیں کہ رشتے توڑنے والے کی موجودگی میں رحمت نہیں اترتی۔ جیسا کہ حضرت عبدُ اللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ صبح کے بعد اپنے حلقہ درس میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا: میں رشتہ توڑنے والے کو اللہ پاک کی قسم دیتا ہوں کہ وہ ہمارے پاس سے اُٹھ جائے، کیونکہ ہم اپنے رب سے مغفرت کی دعا کرنا چاہتے ہیں، جبکہ رشتہ توڑنے والے پر آسمان کے دروازے بند رہتے ہیں۔[7]

صلہ رحمی کو مضبوط کرنے والی چیزیں

رشتہ داروں سے ملنا، انہیں تحفے، ان کی ضروریات پوری کرنا اور اُن کے معاملے میں بدگمانی سے بچنا وغیرہ ایسے کام ہیں جو صلہ رحمی کو مضبوط کرتے ہیں۔

یاد رہے! صلہ رحمی کرنا اگرچہ بہت بڑی سعادت ہے لیکن اس کا ثواب تب ہی ملے گا جب ہم اس نیکی کو اخلاص سے سرانجام دیں گی۔

اللہ کریم ہمیں حقوق اللہ اور حقوق العباد خصوصاً رشتے داروں کے حقوق کا خیال رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، ہماری، ہمارے والدین، پیر و مرشد، اساتذۂ کرام اور ساری اُمّت کی بے حساب مغفرت فرمائے۔

اٰمِین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

1. الزواجر، 2/156
2. لسان العرب، 1/1479
3. بہارِ شریعت، 5/558، 559، حصہ: 16
4. ترمذی، 3/394، حدیث: 1986
5. بخاری، 4/97، حدیث: 5985
6. بخاری، 4/97، حدیث: 5984
7. معجم کبیر، 9/158، رقم: 8793

اسلامی بہنوں کی مدنی خبریں

شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز

ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے تعلق رکھنے والی اسلامی بہنوں کے لئے ”نورِ ہدایت کورس“ کا انعقاد

ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے تعلق رکھنے والی اسلامی بہنوں کے لئے دعوتِ اسلامی کے تحت مزنگ لاہور، راولپنڈی اور فیصل آباد میں قائم اسلامی بہنوں کے مدنی مراکز فیضانِ صحابیات میں 3 دن پر مشتمل (2، 3، 4 اگست 2024) کورس بنام ”نورِ ہدایت“ منعقد ہوا۔ تفصیلات کے مطابق مذکورہ مقامات پر ہونے والے اس کورس میں Principal، Doctors، Teachers، اور University کی Female Students سمیت کثیر اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ دورانِ کورس اسلامی بہنوں کے درمیان مختلف سیشن منعقد کئے گئے جن میں تلاوتِ قرآن، نعت شریف، سیکھنے سکھانے کے حلقے اور فقہی مسائل (مثلاً وضو، غسل اور نماز کا طریقہ وغیرہ) شامل تھے۔ اس موقع پر صاحبزادیِ عطار سلمہا الغفار اور نگرانِ صوبہ پنجاب سمیت دیگر اہم ذمہ دار اسلامی بہنیں بھی موجود تھیں۔

شیخ لاہوری جھنگ ڈسٹرکٹ میں ٹیچرز اجتماع کا انعقاد

30 جولائی 2024 کو جھنگ ڈسٹرکٹ کے علاقے شیخ لاہوری میں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ گرلز دعوتِ اسلامی کے تحت ٹیچرز اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس میں مختلف اداروں سے تعلق رکھنے والی ٹیچر اسلامی بہنیں شریک ہوئیں۔ اجتماع کا آغاز تلاوتِ کلامِ پاک و نعت شریف سے ہوا جس کے بعد نگرانِ ڈسٹرکٹ اسلامی بہن نے سنتوں بھرا بیان کرتے ہوئے وہاں موجود ٹیچر اسلامی بہنوں کو نیکی کی دعوت پیش کی اور انہیں دعوتِ اسلامی کے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ گرلز کا تعارف کروایا۔

جامعۃ المدینہ رینج روڈ صدر میں طالبات کے لئے ٹریننگ سیشن

دعوتِ اسلامی کے تحت 7 اگست 2024 کو راولپنڈی کے علاقے رینج روڈ، صدر میں قائم جامعۃ المدینہ گرلز کے دورۃ الحدیث (Last year) میں طالبات کے لئے ٹریننگ سیشن منعقد ہوا۔ سیشن کے دوران دعوتِ اسلامی کی نگرانِ پاکستان مجلسِ مشاورت اسلامی بہن نے سنتوں بھرا بیان کیا اور طالبات کو دینی کاموں میں عملی طور پر حصہ لینے کی ترغیب دلائی۔

عالمی مجلسِ مشاورت اور انٹرنیشنل افیئرز ڈیپارٹمنٹ کی تمام اراکین کی میٹنگ

عالمی سطح پر ہونے والی دعوتِ اسلامی کی دینی و فلاحی ایکٹیویٹیز کے سلسلے میں 2 اگست 2024 کو آن لائن ایک میٹنگ منعقد ہوئی جس میں عالمی مجلسِ مشاورت اور انٹرنیشنل افیئرز ڈیپارٹمنٹ کی تمام اراکین شریک ہوئیں۔ اس میٹنگ میں دعوتِ اسلامی کی نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت اسلامی بہن نے سفرِ شیڈول بنانے پر گفتگو کرتے ہوئے مختلف امور پر ذمہ دار اسلامی بہنوں کی ذہن سازی کی اور انہیں نیکی کی دعوت دیتے ہوئے پابندی کے ساتھ دینی کام کرنے کا ذہن دیا۔

اسلامی بہنوں کی مزید مدنی خبریں جاننے کے لئے

اس ویب سائٹ کا وزٹ کیجئے

news.dawateislami.net

اسلامی بہنوں کے 8 دینی کاموں کا اجمالی جائزہ

نیکی کی دعوت کو عام کرنے کے جذبے کے تحت اسلامی بہنوں کے جولائی 2024 کے دینی کاموں کی کارکردگی

دینی کام		نیشنل	انٹرنیشنل	ٹوٹل
انفرادی کوشش کے ذریعے دینی ماحول سے وابستہ ہونے والی اسلامی بہنیں		1076410	308268	1384678
روزانہ گھر درس دینے / سننے والیاں		107632	37561	145193
مدرسۃ المدینہ (بالغات)	مدارس المدینہ کی تعداد	9571	4733	14304
	پڑھنے والیاں	97022	35451	132473
ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع	تعداد اجتماعات	10999	5277	16276
	شرکائے اجتماع	401987	157926	559913
ہفتہ وار مدنی مذاکرہ سننے والیاں		126886	37830	164716
ہفتہ وار علاقائی دورہ (شرکائے علاقائی دورہ)		33632	12557	46189
ہفتہ وار رسالہ پڑھنے / سننے والیاں		767346	144583	911929
وصول ہونے والے نیک اعمال کے رسائل		95439	37725	133164
مدنی کورسز	تعداد مدنی کورسز	1067	1958	3025
	شرکائے مدنی کورسز	12007	39259	51266

30واں تحریری مقابلہ عنوانات برائے دسمبر 2024

1 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روزوں سے محبت

2 غلطی پر اڑ جانا

3 حرمین طیبین کے حقوق

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ 20 ستمبر 2024

مزید تفصیلات کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

دعوتِ اسلامی کے ذیلی حلقے کے 8 دینی کاموں کی سالانہ کارکردگی

اسلام نے عورتوں کی بنیادی اہمیت کے پیشِ نظر جہاں ان کی ہر حیثیت کے مطابِق ان کے حقوق و فرائض کا تعین کیا وہیں انہیں معاشرے کا ایک اہم اور مفید فرد بنانے کے لیے ان کی تعلیم و تربیت پر بھی خصوصی توجہ دی۔ چنانچہ عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کا جب 2 ستمبر 1981 میں آغاز ہوا تو اس کی مقبولیت صرف مردوں تک ہی محدود نہ رہی بلکہ پردہ نشین عورتوں نے بھی اسے دل کی گہرائیوں سے قبول کیا اور اس دینی تحریک کے فروغ کے لئے ایک کثیر تعداد نے بے شمار قربانیاں بھی دیں۔ لہٰذا امیرِ اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت بَرَکاتُہُمُ العالیہ نے خواتین میں اس دینی تحریک کی روز بروز بڑھتی مقبولیت کے پیشِ نظر ان میں بھی منظم طریقے سے دینی کاموں کو فروغ دینے کا فیصلہ کیا اور آج الحمدللہ! دنیا بھر کی اسلامی بہنیں ذیلی حلقے کے 8 دینی کام بڑے ہی منظم انداز میں کر رہی ہیں۔ اگر صرف ستمبر 2023 تا اگست 2024 تک کے بارہ ماہ کے 8 دینی کاموں کی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے تو آپ خود فیصلہ کر سکتی ہیں کہ کتنی کثیر تعداد میں اسلامی بہنیں ان 8 دینی کاموں میں حصہ لیتی ہیں:

دینی کام	نیشنل	انٹرنیشنل	ٹوٹل
دینی ماحول سے وابستہ ہونے والیاں	1076410	308268	1384678
ہفتہ وار رسالہ پڑھنے / سننے والیاں (اوسطاً)	2246145	1584498	3830643
ہفتہ وار سنتوں بھرا اجتماع – تعداد اجتماعات	10999	5277	16276
ہفتہ وار سنتوں بھرا اجتماع – شرکائے اجتماعات	401987	157926	559913
مدنی مذاکرہ سننے والیاں	126886	37830	164716
روزانہ گھر درس دینے / سننے والیاں	107632	37561	145193
وصول ہونے والے نیک اعمال کے رسائل	1839375	1188565	3027940
مدرسۃ المدینہ (بالغات) – مدارس المدینہ کی تعداد	9571	4733	14304
مدرسۃ المدینہ (بالغات) – پڑھنے والیاں	97022	35451	132473
مدنی کورسز – تعداد مدنی کورسز	1396886	860362	2257248
مدنی کورسز – شرکائے مدنی کورسز	63940	18794	82734
ہفتہ وار علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت (شرکا کی تعداد)	269069	147979	417048

فیضانِ صحابیات حافظ آباد

فیضانِ صحابیات محلہ مغل پورہ، گلی نمبر 10 سروس اسٹیشن والہ گلہ نزد رضائے مصطفٰے مسجد جلال پور روڈ حافظ آباد کا افتتاح جنوری 2022 کو دعوتِ اسلامی کی عالمی مجلسِ مشاورت کی رکن اسلامی بہن کے دستِ مبارک سے ہوا۔ اس بلڈنگ کو ایک عاشقِ رسول اسلامی بھائی محمد حسین گل صاحب نے ثواب کی نیت سے مدنی مرکز کو عارضی طور پر پیش کیا ہوا ہے، اللہ پاک ان کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ اللہ کرے کہ وہ خود یا کوئی اور عاشقِ رسول ثواب کی نیت سے یہی یا کوئی اور بلڈنگ خرید کر مستقل وقف کر دے تاکہ اسلامی بہنوں کی ضروریات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے اس میں توسیع وغیرہ کی جاسکے۔

اوقاتِ کار

- **مدرستہ المدینہ بالغات کا وقت** دوپہر تین بجے سے چار بجے تک۔
- **گلی گلی مدرستہ المدینہ کا وقت** دوپہر دو بجے سے تین بجے تک۔
- **روحانی علاج کے بستے کا وقت** اتوار صبح نو بجے سے دوپہر ایک بجے تک۔
- **ہفتہ وار اجتماع کا وقت** بدھ صبح دس بجے سے دوپہر بارہ بجے تک۔

خصوصیات

الحمد للہ فیضانِ صحابیات حافظ آباد میں رہائشی کورسز، اسلامی بہنوں کے مدنی مشورے اور لرننگ سیشنز ہوتے ہیں، نیز وقتاً فوقتاً اہلِ علاقہ کی سہولت کے پیشِ نظر شارٹ کورسز بھی کروائے جاتے ہیں۔